﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 22 | جمعۃ المبارک 13 نومبر 2015ء | شمارہ 46

30 محرم 1437 ہجری قمری ❁ 13 نبوت 1394 ہجری شمسی

یقین کے حصول کی دعا

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

اے اللہ مجھے ایسا ایمان اور یقین نصیب فرما جس کے بعد کفر نہیں ہوتا اور ایسی رحمت عطا کر جس کے ذریعہ مجھے دنیا اور آخرت میں تیری کرامت کا شرف حاصل ہوجائے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا قام من اللیل)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ 2015ء

ہالینڈ میں 60 سال بعد جماعت احمدیہ کی دوسری باقاعدہ مسجد 'مسجد بیت العافیت' کی تعمیر کے لئے المیرے (Almere) میں سنگ بنیاد کی مبارک تقریب۔ مقامی اور مختلف ممالک کے معزز اور سرکردہ سرکاری وغیر سرکاری افراد کی شمولیت۔

❁...... یہ مسجد ہالینڈ میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی دوسری باقاعدہ مسجد ہوگی۔ ہم نے اس مسجد کا نام ''بیت العافیت'' رکھا ہے جس کا مطلب ہے 'یہ تمام لوگوں کیلئے امن اور تحفظ کی جگہ ہے'۔ ...... ❁...... احمدیوں کی ہر مسجد چاہے وہ دنیا میں کہیں بھی تعمیر ہو امن اور تحفظ کی جگہ اور انسانیت کے لئے جائے پناہ ہے۔...... ❁...... یہ مسجد جس کا سنگِ بنیاد آج رکھا جارہا ہے وہ سب کیلئے جائے پناہ اور امن اور تحفظ کا ایک عظیم الشان نشان ہوگی۔ ظاہری امن اور تحفظ کے علاوہ یہ مسجد اندرونی طور پر امن وتحفظ کا بھی ذریعہ ہوگی۔...... ❁...... جیسا کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں، لہٰذا یہ تمام امن پسند افراد کے لئے کھلی ہیں۔

———— (مسجد بیت العافیت کے سنگ بنیاد کے موقع پر منعقدہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب)

❁...... مَیں نے اس سے پہلے اپنی زندگی میں ایسی شخصیت نہیں دیکھی جس کی باتوں کا اثر دل پر ہوتا ہے۔...... ❁...... مجھے ایسا لگتا ہے کہ آئندہ آنے والا وقت آپ کے خلیفہ اور جماعت کا ہے۔...... ❁...... امن کے قیام کے حوالے سے خلیفہ کا خطاب نہایت اہم تھا۔...... ❁...... خلیفۃ المسیح کو دیکھ کر لگتا ہے کہ مستقبل میں آپ کی جماعت ہی اس دنیا میں امن کی ضمانت ہے۔...... ❁...... اسلام کے خلیفۃ المسیح جو بات کرتے ہیں سیدھی دل کو لگتی ہے۔

———— (تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا، ریڈیو اور TV پر حضور انور کے دورہ کی کوریج

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

7 اکتوبر 2015ء بروز بدھ

(حصہ دوم)

....

Almere میں مسجد بیت العافیت کے سنگ بنیاد کی مبارک تقریب

آج پروگرام کے مطابق Almere شہر میں ''مسجد بیت العافیت'' کے سنگ بنیاد کی تقریب کا پروگرام تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تین بجکر 45 منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور نن سپیٹ سے المیرے کے لئے روانگی ہوئی۔ Nunspeet سے Almere شہر کا فاصلہ بچاس کلومیٹر ہے۔ پچاس منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی Almere شہر تشریف آوری ہوئی۔

Almere شہر صوبہ Flevoland میں واقع ہے۔ اس شہر کو 1971ء میں سمندر کے ایک حصّہ کو خشک کر کے آباد کیا گیا تھا۔ 44 سال قبل یہاں صرف سمندر تھا اور آج ایک خوبصورت شہر آباد ہے۔ یہ شہر قریبًا ایک لاکھ 84 ہزار نفوس کو سموئے ہوئے ہے۔

یہاں Lelysted کے علاقہ میں سال 2007ء میں جماعت کا قیام عمل میں آیا اور اب جماعت کو یہاں مسجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔

مسجد کے قطعہ زمین کا رقبہ 1835ء مربع میٹر ہے۔ اور یہ قطعہ زمین دو لاکھ 76 ہزار یورو میں خریدا گیا۔ یہاں دومنزلہ مسجد تعمیر ہوگی اور تعمیر ہونے والے حصّہ کا رقبہ 634 مربع میٹر ہے۔ مینار کی اونچائی ساڑھے اٹھارہ میٹر ہے۔ مسجد میں ڈیڑھ صد افراد نماز ادا کرسکیں گے اور مسجد سے ملحقہ ہال میں یکصد افراد نماز ادا کرسکیں گے۔ اس طرح مجموعی طور پر اڑھائی صد افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہوگی۔ مسجد کے ساتھ جماعتی مشن ہاؤس اور دفاتر بھی تعمیر ہوں گے۔

المیرے (Almere) شہر میں داخل ہونے کے بعد جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی اس قطعہ زمین پر پہنچی تو احباب جماعت نے بہت پُرتپاک طریق سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

المیرے کے مقامی صدر جماعت مکرم محبوب احمد رانجھا صاحب نے حضور انور کا استقبال کرتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اس موقع پر المیرے شہر کے لوکل میئر Dhv. F. Huis نے بھی حضور انور کا استقبال کیا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

سنگ بنیاد کی تقریب کے لئے مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مارکیز لگائی گئی تھیں۔ آج کی اس تقریب میں بڑی تعداد میں مہمان حضرات شامل ہورہے تھے۔ شامل ہونے والے مہمانوں کی مجموعی تعداد 102 تھی۔ جن میں المیرے شہر کے لوکل میئر، ججز، وکلاء، ڈاکٹرز، آرکیٹیکس، مذہبی لیڈر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔ اس کے علاوہ البانیا (Albania)، Montenegro، کروشیا (Croatia)، سویڈن اور سپین اور سوئٹزرلینڈ کے ممالک سے پارلیمنٹ کی تقریب میں شامل ہونے والے مہمان بھی آج کی اس سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل تھے۔

آج کی تقریب اس لحاظ سے بھی بہت اہمیت کی حامل تھی کہ آج سے ساٹھ سال قبل 1955ء میں ہالینڈ کی سرزمین پر جماعت کی پہلی مسجد ''مسجد مبارک'' Den Haag میں تعمیر ہوئی تھی اور آج 60 سال بعد المیرے شہر میں جماعت کی باقاعدہ دوسری مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جارہا تھا۔

حضور انور کی آمد سے قبل تمام مہمان مارکی میں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں سٹیج پر تشریف لائے اور تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو مکرم ایمن عودہ صاحب نے کی اور اس کا ڈچ زبان میں ترجمہ ڈاکٹر زبیر اکمل صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب ہالینڈ ہبۃ النور فرحاخن صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کرتے ہوئے آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

امیر صاحب نے بتایا کہ یہاں المیرے (Almere) میں ایک دن میں پچاس ہزار لوگوں تک گھر گھر جا کر جماعت کا تعارف کروایا۔ اس کام کے لئے یہاں کے ایک سکول نے ہماری مدد کی۔ امیر صاحب ہالینڈ نے جماعت کی پہلی مسجد، مسجد مبارک ہیگ کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ مسجد 1955ء میں تعمیر ہوئی تھی اور اب ہم 60 سال کے بعد اپنی دوسری مسجد تعمیر کررہے ہیں۔

امیر صاحب ہالینڈ کے ایڈریس کے بعد المیرے شہر کے لوکل مشیر DHR. F. HUIS نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

میں سوچ رہا تھا کہ اپنا ایڈریس ڈچ زبان میں کروں یا انگریزی میں؟ تو پھر میں نے فیصلہ کیا کہ حضور انور کی تکریم میں انگریزی میں کروں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ میری تقریر مختصر ہوگی۔ اور میری مختصر تقریر رکھنے کا مقصد یہ ہے ہم حضور انور کی تقریر سنیں کیونکہ گو کہ ہم ایک ہی سال میں پیدا ہوئے ہیں لیکن حضور انور کا علم و حکمت میرے علم و حکمت سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے میں اپنے آپ کو سننے کی بجائے حضور انور کو سننا زیادہ پسند کروں گا۔

موصوف نے کہا: میں المیرے جہاں یہ مسجد تعمیر ہونی ہے کے متعلق صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا معاشرہ نہ صرف ملٹی کلچرل ہے بلکہ اس کے اندر بہت زیادہ برداشت کا مادہ پایا جاتا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں حضور انور کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

....

بیت العافیت المیرے کے سنگ بنیاد کی تقریب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کا آغاز تشہد، تعوّذ و تسمیہ سے کیا اور پھر فرمایا۔

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ سب پر نازل ہوں۔ میں نے سوچا تھا کہ آج میں اپنا خطاب مختصر رکھوں لیکن اِس شہر کے میئر اس حوالہ سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ ان کی تقریر میری تقریر سے بھی زیادہ مختصر نکلی۔

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم آج اس شہر میں اپنی نئی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ اس مسجد کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ یہ مسجد ہالینڈ میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی دوسری باقاعدہ مسجد ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بڑی تشویش کی بات ہے کہ آج دنیا کی حالت ایسی ہے کہ مغربی ممالک کے اکثر لوگ ڈرتے ہیں کہ جب مسلمان کہیں جمع ہوتے ہیں یا اپنی مساجد یا مراکز بناتے ہیں تو لازماً اس کے پیچھے کوئی خطرہ یا فتنہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے اس حصہ میں مسلمانوں کی موجودگی ہی ان کے معاشرے کا امن اور تحفظ کو تباہ کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آج جو مہمان یہاں آئے ہیں ان میں سے بھی بعض اسی طرح کے خدشات رکھتے ہوں۔ اس لئے اس مسجد کے سنگِ بنیاد کے ساتھ میں اس شہر کے لوگوں کو بتانا چاہوں گا کہ ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔ ہم نے اس مسجد کا نام ''بیت العافیت'' رکھا ہے جس کا مطلب ہے 'یہ تمام لوگوں کیلئے امن اور تحفظ کی جگہ ہے'۔ بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں بیان فرمایا:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس احمدیوں کی ہر مسجد چاہے وہ دنیا میں کہیں بھی تعمیر ہو امن اور تحفظ کی جگہ اور انسانیت کے لئے جائے پناہ ہے۔ درحقیقت اسلام کے مطابق جو بھی مسجد تعمیر کرتا ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کرتا ہے۔ ہم نجی زندگیوں میں اگر اپنے لئے گھر بنائیں تو ہم اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ ایسی جگہ ہو جہاں ہم اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں اور جہاں ہم حقیقی طور پر ذہنی آرام و سکون پا سکیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ایک ایسی مسجد بنانے کی کوشش کریں جو دوسروں کیلئے نقصان اور خطرہ کا ذریعہ ہو؟ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے امن و امان کا منبع ہے اور سب کا محافظ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بھی یہی چاہتا ہے کہ وہ اس کی صفات کو اپنائیں۔ چنانچہ ایک سچے مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ سب کے ساتھ پیار اور محبت کا اظہار کرے اور معاشرے کے امن کا محافظ ہو۔ پس یہ واضح ہو کہ یہ مسجد جس کا سنگِ بنیاد آج رکھا جارہا ہے وہ سب کیلئے جائے پناہ اور امن اور تحفظ کا ایک عظیم الشان نشان ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ظاہری امن اور تحفظ کے علاوہ یہ مسجد اندرونی طور پر امن و تحفظ کا بھی ذریعہ ہوگی۔ کیونکہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق قائم کرتا ہے تو پھر وہ اچھائی اور امن کے علاوہ کسی بھی قسم کی کوئی بات اور حرکت نہیں کرسکتا۔ اس کا دل تمام نفرتوں اور بغضوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں آپ کو پھر یقین دلاتا ہوں کہ یہ مسجد ہرگز معاشرے کے امن کے لئے خطرہ کا باعث نہیں ہوگی۔ یہ کبھی بھی اختلافات اور دشمنی کا ذریعہ نہیں بنے گی بلکہ یہ انسانیت کو متحد کرنے کا کام کرے گی۔ یہ حقیقی بھائی چارہ اور محبت کی روح پیدا کرے گی۔ یہ مسجد احمدی مسلمانوں کے لئے امن سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا ذریعہ ہوگی جہاں یہ اکٹھے ہو کر خدائے واحد کی عبادت کریں گے۔ یہ وہ جگہ ہوگی جہاں یہ اکٹھے ہو کر تمام معاشرے میں امن پھیلانے کی کوشش کریں گے۔ جب یہ مسجد مکمل ہو جائے گی تو ہمارے ہمسائے اور دیگر افراد براہِ راست اسلام کی حقیقی تعلیم کے نمونے دیکھیں گے اور وہ امن، برداشت، باہمی احترام اور محبت کے علاوہ نہ کوئی بات دیکھیں گے اور نہ ہی کوئی بات سنیں گے۔ لوکل احمدی مسلمان اخلاق اور بھائی چارہ کے بہت اعلیٰ نمونے قائم کریں گے، انشاء اللہ۔ وہ خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق کے لئے سچی ہمدردی اور خلوص ظاہر کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں، لہٰذا یہ تمام امن پسند افراد کے لئے کھلی ہیں۔ ہمارے مساجد کے کوئی خفیہ عزائم نہیں ہیں اور نہ یہ کسی خفیہ مقاصد کے لئے قائم کی جاتی ہیں۔ بلکہ اس اور اس جیسی تمام مساجد کے دروازے ہمیشہ کھلے ہوں گے۔ جو بھی مسجد آنا چاہے گا اسے بڑی خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا جائے گا۔ جو کچھ میں نے ابھی کہا ہے اس کے تناظر میں مجھے یقین ہے کہ وہ مقامی افراد جو مسجد کے حوالہ سے تحفظات رکھتے ہوں وہ جلد جان لیں گے کہ ان کے خدشات بے بنیاد تھے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جب یہ مسجد مکمل ہو جائے گی تو لوکل احمدی مسلمان آپس میں بھی اور مقامی کمیونٹی کے ساتھ بھی محبت اور پیار کے پہلے سے بڑھ کر نمونے دکھائیں گے۔ وہ تمام دنیا پر یہ ثابت کریں گے کہ احمدیہ مساجد امن کی مشعلیں ہیں جو معاشرے کو محبت، ہمدردی اور باہمی احترام سے منور کرتی ہیں۔ اس مسجد کے ذریعہ آپ اسلام کی امن اور مذہبی آزادی کے ساتھ وابستگی ہر طرف عیاں ہوتی دیکھیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لوکل کونسل، میئر اور مقامی افراد کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے ہمیں سپورٹ کیا اور ہمیں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ یہاں اکثر احمدی وہ ہیں جنہیں اپنے ملک سے مذہبی مظالم کے باعث ہجرت کرنا پڑی تھی۔ عبادت میں سخت روکیں ڈالنے اور اپنے ملک میں امن سے رہنے کی اجازت نہ ہونے کے باوجود انہوں نے نفرت کا جواب نفرت سے نہیں دیا اور انہوں نے کبھی بھی قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ بلکہ ہمیشہ صبر اور دعاؤں سے جواب دیا اور اپنا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کیا، جیسا کہ اسلام تعلیم دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: آخر پر میں ایک مرتبہ پھر مقامی انتظامیہ اور افراد کے لئے اپنے دلی شکریہ کے جذبات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں، جنہوں نے یہاں مسجد کی تعمیر کرنے کیلئے ہماری کوششوں میں ہماری مدد کی۔ یہ آپ کی مہربانی اور کھلے دل ہیں جن کے باعث وہ افراد جو پہلے مذہبی مظالم کا شکار کئے گئے اور محروم تھے اب حقیقی مذہبی آزادی حاصل کریں گے اور عنقریب باقاعدہ تعمیر کی جانے والی مسجد میں عبادت کریں گے۔ انشاء اللہ۔ پس احمدیوں کا یہاں امن سے رہنا ہی اس معاشرے اور ملک کے لئے بطور گواہی کافی ہے۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بج کر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں مسجد بیت العافیت کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعاؤں کے ساتھ پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی نے دوسری اینٹ رکھی پھر بعد ازاں علی الترتیب درج ذیل جماعتی عہدیداران اور دیگر افراد کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی:

مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ، مکرم عبدالحمید فان درفیلدن صاحب نائب امیر ہالینڈ، مکرم DHR. F. Huis صاحب میئر المیرے سٹی، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن، مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ، مکرم حامد کریم محمود صاحب مبلغ ہالینڈ، مکرم

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر374

مکرم نشوان معجب صاحب(1)

مکرم نشوان معجب صاحب کا تعلق یمن سے ہے جہاں انکی پیدائش 1978ء میں ہوئی۔ایک بہت اچھے لکھاری اور عالمِ دین شخصیت کے مالک ہیں۔تلاش حق کے سفر میں انہوں نے کئی جگہ پڑاؤ ڈالے،متعدد مقامات پر قیام کیا اور کئی مرتبہ سرائے کو منزل سمجھ بیٹھے۔بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں 2012ء میں قبول حق کا شرف بخشا۔ انہوں نے نہایت خوبصورت ادبی پیرائے میں اپنی داستان لکھ بھیجی ہے جسے حتی المقدور اسی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔وہ لکھتے ہیں:

رُخ زیبا کے دیدار کی تمنا

کم عمری کے زمانہ ہی سے میرے دل میں اسلام کے رُخِ زیبا کو دیکھنے کی تمنا دم توڑتی تھی،میرا دل چاہتا تھا کہ کاش میری آنکھ بھی اسلام کے حسن وجمال اور اسکے پُررونق چہرہ کے دیدار کا شرف حاصل کرے اور اسکی رعنائیوں اور رنگینیوں کے سحر خیز اور بیخود کردینے والے مناظر کو دیکھ کر اپنی بصیرت وبصارت میں اضافہ کرے۔اسکی وجہ یہ تھی کہ میں شروع سے ہی اس یقین پر قائم تھا کہ اسلام کا چہرہ ایسا حسین ہے کہ اس کا حسن وخوبی میں کوئی ثانی نہیں ہے۔میں اسکے بارہ میں سوچتا تو تسکین وشفاء کی لہریں میرے جسم کے روئیں روئیں میں دوڑنے لگتیں اور اسلامی تعلیمات کا سحر میری نس نس میں سماجاتا۔لیکن یہ تمام حسن وجمال تخیلاتی تھا۔میں عالم تصور میں اسلام کو ایک روشن سورج کی مانند آسمان کے وسط میں چمکتے ہوئے دیکھتا تو جہاں اسکی تیز روشنی مجھے مسحور کرتی وہاں اس کی گرمی اور حرارت زندگی بن کر میری رگوں میں دوڑنے لگتی۔وفور شوق میں میرا دل اسکے حسین چہرے کے خدوخال دیکھنے کیلئے اور بھی مچلنے لگتا،لیکن میں جب بھی پوری توجہ سے اسے دیکھتا تو میری نظر تھکی ہاری لوٹ آتی کیونکہ اس کا آنکھوں کو خیرہ کردینے والا نور ہر چیز پر حاوی ہوجاتا اور مجھے اس حسنِ دلفریب کی رعنائیوں کا نہ کوئی نقش دکھائی دیتا نہ اس کے نقوش کی کوئی جھلک۔

عینک اور اسکے مختلف برانڈ

مجھے بتایا گیا کہ اگر شمسِ اسلام کے چہرے کے حسن وجمال کا تفصیلی جائزہ لینا اور اس کے خدوخال سے آشنائی حاصل کرنی ہے تو پھر اسکے لئے خاص قسم کی عینک کی ضرورت ہے۔چنانچہ بڑی کوشش کے بعد جو عینک میری توجہ کا باعث ٹھہری اس پر ’’اخوان المسلمین‘‘ کی مہر لگی ہوئی تھی۔میں نے چند سال تک اس عینک کو پہنے رکھا۔ اس عینک سے واقعی آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی غائب ہوگئی اور اسلام کے چہرے کے نقوش واضح ہونے لگے۔لیکن یہ کیا ہوا؟ یہ تو مسخ شدہ اور خوفناک نقوش تھے جو کسی طور بھی باعثِ سکون واطمینان نہ تھے، پھر ماہ وسال گزرنے کے ساتھ یہ نقوش مزید خوفناک اور مسخ شدہ ہوتے جارہے تھے۔اس عینک سے اسلام کی طرف دیکھنے کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ دینی لحاظ سے خشکی اور پیاس کا احساس بڑھتا گیا اور روح کے کھوکھلے پن میں اضافہ ہوتا گیا۔

اسلام کے نور کو دیکھ کر قبل ازیں جو مجھے محبت، پیار اور امن وراحت کا احساس ہوتا تھا اب وہ بھی جاتا رہا تھا۔میں نے اس حالت سے تنگ آکر عینک بدلنے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ میں نے سلفی اور وہابی برانڈ کی عینک لی لیکن میں اسے ایک ماہ سے زیادہ نہ پہن سکا کیونکہ یہ بھی پہلی عینک جیسی ہی تھی،فرق صرف اتنا تھا کہ اخوان المسلمین والی عینک سے اسلام کا چہرہ مسخ شدہ اور رنگ بدلتا ہوا دکھائی دیتا تھا لیکن وہابی عینک سے یہ چہرہ ہمیشہ تیوری چڑھائے ہوئے غیظ وغصہ دکھانے والا اور ڈرانے دھمکانے والا نظر آتا تھا۔چونکہ مجھے یقین تھا کہ اسلام کا ایسا چہرہ ہو ہی نہیں سکتا اور اگر کہیں خرابی ہے تو اس عینک میں ہے، لہٰذا میں نے یہ عینک بھی اتار دی اور اس سے بہتر کی تلاش شروع کردی۔ اور پھر یوں ہوا کہ میں نے اپنے اردگرد پھیلے ہوئے ہر برانڈ کو چیک کیا اور ہر ایک کی عینک میں استعمال ہونے والے عدسہ کو پرکھا لیکن کسی میں سے بھی مجھے میرے خیالوں میں بسی اسلام کی حسین صورت نظر نہ آئی۔میں نے متشدد تکفیری جہادی تنظیموں کی عینک بھی پہنی لیکن محض چند گھنٹوں کے بعد ہی اسے اتارنے پر مجبور ہوگیا کیونکہ اس سے نظر آنے والا اسلام کا چہرہ نہایت خونخوار تھا، وہ کسی پراز شر درندے سے کم نہ تھا جس کے منہ اور کچلیوں سے خون ٹپک رہا تھا۔

اثنا عشری شیعہ برانڈ کی عینک سے اسلام ایک ایسی بدشکل بوڑھی عورت کی طرح دکھائی دیا جو جادو ٹونہ اور تعویذ گنڈہ کی پُرخار راہ پر چلتے ہوئے اصل راستہ بھول گئی ہو۔

صوفی ازم کی عینک سے نظر آنے والی اسلام کی شکل کسی حد تک قابل قبول تھی اور گزشتہ صورتوں سے بہت بہتر تھی لیکن کچھ عرصہ کے بعد مجھے پتہ چلا کہ اس عینک سے دکھائی دینے والا چہرہ زندگی کے آثار سے عاری ہے، ہر حالت میں وہ ایک سا ہے، اس پر کسی احساس کی ترجمانی کا عکس نظر نہیں آتا نہ ہی مختلف جذبات کے مطابق اسکے آثار بدلتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد میں اس یکسانیت سے بھی اکتا گیا اور اس عینک کو بھی اتار پھینکا۔

چشمِ بینا کے لئے دعا

ان تجارب کے بعد میں تھک ہار کے اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ گیا اور اسلام کو بغیر کسی عینک کے ہی دیکھنے لگا۔لیکن بار بار کے تجربات سے میری نظر مزید کمزور ہوگئی تھی اور اب تو آنکھوں کو خیرہ کردینے والے غیر معمولی نور کو دیکھ کر میں اسلام کے چہرہ کی خوبصورتی اور رعنائی کے تصور سے بھی عاجز آگیا تھا۔ میں کس قدر مجبور ہوگیا تھا! بالآخر میں ٹوٹے دل اور نہایت شکستگی کے عالم میں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور نہایت تضرع اور الحاح کے ساتھ عرض کی کہ خدایا تو میری بینائی لوٹا دے، مجھے ایسی چشمِ بینا عطا فرما جو اسلام کے چہرہ کی خوبصورتی اور اسکے حسن جمال کی اصل تصویر دیکھ سکے اور اسکے انوار کی جھلک سے میرا اندرونہ منور کرسکے۔

استجابت دعا کا رنگ

میری بے سروسامانی، بے مایگی وبے چارگی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور میری دعا قبول فرمالی جس کی عالم تصور وتصویر میں تفصیل کچھ یوں بنتی ہے:

ایک روز جب میں نے خدائے ذوالجلال کے سامنے اپنی تضرعات پیش کرکے ہدایت کی دعا کی تو آسمان سے ایک عظیم الشان نور نازل ہوا اور میری طرف بڑھنے لگا یہاں تک کہ میرے سامنے آکر ٹھہر گیا۔ یہ خوبصورت، خوش شکل اور منور چہرے والا بارعب انسان تھا،صدق وصفا اور تقوی اسکے انگ انگ سے ٹپک رہا تھا۔وہ میری طرف متوجہ ہوکر نہایت پُرلطف،سریلی اور مسحور کردینے والا آواز میں کہنے لگا: اگر تم نے اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھنا ہے تو پھر اپنے خدا کی طرف اپنے تمام قلب وعقل اور تمام بینائی وشنوائی اور اپنے تمام قوی واعضاء وحواس کے ساتھ متوجہ ہو جا یہاں تک کہ تمہارا دل اور تمام جسم اس نور سے بھر جائے اور ذرے ذرے میں اسکی روشنی اور گرمی اور سرور پھیل جائے۔علاوہ ازیں اگر تم اسلام کا حقیقی خوبرو چہرہ دیکھنا چاہتے ہو تو قرآن کریم کا مطالعہ کرو،اسکی ہر آیت پر تدبر کرو اور ہر لفظ پر غور کرتے ہوئے اسکے گہرے معانی میں ڈوبنے کی کوشش کرو۔ میں نے کہا لیکن میری نظر کمزور ہوگئی ہے اور میری آنکھوں پر کئی قسم کے پردے پڑ چکے ہیں۔اس نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا اور اپنی نرم نرم انگلیوں کے پوروں سے میری آنکھوں کو چھوا تو میری نظر بحال ہوگئی بلکہ پہلے سے بھی بڑھ گئی۔شکر اور امتنان کے جذبات سے مغلوب ہوکر میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے بڑی باوقار اور پرعظمت وشوکت آواز میں کہا: میں خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا غلام صادق ہوں، میں امام مہدی اور مسیح موعود ہوں۔جب وہ جانے لگا تو میں نے کہا کہ مجھے اپنا پتہ تو بتاتے جائیں، کیونکہ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خداموں اور غلاموں میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔آپ نے فرمایا کہ ہماری کشتی میں سوار ہوجاؤ، اور آخرین کی جماعت میں شامل ہوجاؤ، جماعتِ مؤمنین اور انکے امام کے ساتھ چمٹ جاؤ یعنی خلافت علی منہاج النبوۃ کے تابع جماعت احمدیہ میں شامل ہوجاؤ۔

قارئین کرام! جو کچھ میں نے ابتک بیان کیا ہے، یہ سب مجازی کلام ہے اور ایسا حقیقت میں کوئی واقعہ نہیں ہوا لیکن میں نے ان حالات کو اپنے دل کی نگاہوں سے دیکھا اور اپنی روح سے محسوس کیا ہے اور ایسے ایسے مراحل سے گزرا ہوں جنہیں عام الفاظ میں بیان کرنا میرے جذبات کی صحیح ترجمانی نہیں کرتا،اس لئے میں نے مجازی اسلوب کا سہارا لے کر اس یقین اور اس نور کی حقیقت کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جو مجھے احمدیت کی شکل میں ملا۔اب جذبات سے نکل امرِ واقعہ کے طور پر پیش آنے والے بعض واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

میری اور میرے خیال کی تنہائی

جب میں نے تمام فرقوں اور مذہبی جماعتوں سے علیحدگی اختیار کرلی اور شیعہ،سنی، وہابی، سلفی اور اخوانی وغیرہ کہلانے سے انکار کردیا تو 2005ء سے لیکر 2011ء تک بہت تنہائی کا شکار رہا، میں بکثرت دعا کرتا تھا کہ خدایا مجھے اکیلا مت چھوڑ۔میں سوچتا تھا کہ نہ صرف میں ظاہری طور پر اکیلا ہوگیا ہوں بلکہ میرے قلب وذہن میں جنم لینے والے کئی افکار اور خیالات بھی میری طرح تنہائی کا شکار ہیں کیونکہ میرے اردگرد رہنے والے لوگوں میں سے کوئی بھی انکا قائل نہیں ہے۔

جب میں قتل مرتد کا انکار کرتا تو سب ہی مجھے حقارت بھری نظروں سے دیکھتے۔جب میں عدوانی جہاد سے انکار کرتا تو ہر طرف سے تنقیدِ شدید اور نفرین کا سامنا کرنا پڑتا۔ جب میں گزشتہ روایات میں مذکور کسی خرافانہ سوچ اور دیومالائی کہانی کا انکار کرتا تو مجھے زجر وتوبیخ کا نشانہ بنایا جاتا۔ یہی حال کئی اور عقائد کا تھا جن کی بگڑی ہوئی شکل کو میری فطرت سلیمہ تسلیم نہ کرتی تھی اور ان عقائد کی جس حقیقت تک میں اپنی سوچ کے مطابق پہنچا تھا انہیں میرا اردگرد کا معاشرہ قبول نہ کرتا تھا۔

فکر کے دکھ اور دعا

فکر اور سوچ کے دکھ دعاؤں میں ڈھلے تو وہ استجابت کے انعام پاگئیں اور اچانک ہدایت کے در کھلنے لگے۔یہ 2011ء کے شروع کی بات ہے جب عرب سپرنگ کی ابھی ابتداء تھی اور آئے دن عرب ممالک میں مظاہرات ہورہے تھے۔اتفاقاً میں نے ایم ٹی اے دیکھا جس پر پروگرام الحوار المباشر چل رہا تھا جس میں سلفی اور وہابی عقائد کا ردّ نہایت اختصار لیکن محکم آیات اور قاطع دلائل کے ساتھ کیا جارہا تھا۔عجیب بات ہے کہ یہاں بیان کیا جانے والا موقف وہی تھا جس تک میں اپنی فطرتِ سلیمہ کی وجہ سے گہری سوچ کے بعد پہنچا تھا۔فرق یہ تھا کہ میرے پاس دلائل نہ تھے۔ یہ سب کچھ سنا اور دیکھا تو میرے ضبط کے سب بندھن ٹوٹ گئے اور میں نے بے ساختہ بآواز بلند کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر۔۔ یہ سچے مومنوں کی جماعت ہے۔ میرے اس غیر معمولی حرکت کو دیکھ کر میری بیوی بہت حیران ہوئی اور مجھ سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ میں نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور چینل پر چلنے والے پروگرام کو سننے کا کہا۔اس وقت تک مجھے نہ جماعت احمدیہ کا علم تھا نہ یہ علم تھا کہ یہ کس کا چینل ہے اور یہ کون لوگ ہیں جو سلفیوں اور وہابیوں کے عقائد کا مدلل ردّ کرتے جارہے ہیں۔ابتداء میں میں نے سوچا کہ یہ چند اشخاص ہیں جنہیں علم وفکر کی روشنی عطا ہوئی ہے اور انہوں نے اس خیر کو پھیلانے کیلئے اپنا چینل کھول رکھا ہے۔میں بہت خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے ہم خیال ساتھیوں سے ملا دیا ہے جن کے پاس صرف درست عقائد ہی نہیں انکے حق میں قاطع دلائل بھی ہیں۔میں نے الحوار المباشر کا وہ پروگرام آخر تک دیکھا جس کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ یہ سچے لوگ ہیں۔

بڑا سرپرائز

میں نے جو مانگا مجھے اس سے بہت زیادہ مل گیا تھا اور ان صادقوں کی محبت میرے دل میں میخ کی طرح گڑھ گئی تھی۔لیکن اس روز مجھے ایک اور سرپرائز ملا جو پہلے سے بھی بڑا تھا۔وہ یہ کہ میں نے علماء کے اس پینل کو امام مہدی اور مسیح موعود کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔پھر کچھ دیر کے بعد اسی چینل پر کچھ اقتباسات پیش کئے گئے جن کے نیچے لکھا تھا مرزا غلام احمد علیہ السلام الامام المہدی والمسیح الموعود۔ میں نے اس کلام سے محض چند سطریں ہی پڑھی تھیں کہ بے اختیاری کے عالم میں کہہ اٹھا کہ ایسا کلام تو کوئی نبی ہی کہہ سکتا ہے۔ یہ الفاظ میرے منہ سے اس وقت نکلے جب مجھے ابھی علم بھی نہ تھا کہ جس شخص کو یہ علماء مسیح موعود اور امام مہدی مانتے ہیں اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ صادق کی حیثیت سے امتی نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔

........................**(باقی آئندہ)**

وضو کا طریق ، اس کی حکمتیں اور متعلقہ مسائل

بیان فرمودہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ماخوذ از کتاب ’فقہ المسیح‘ مرتبہ: انتصار احمد نذر۔ (صدر شعبہ فقہ جامعہ احمدیہ ربوہ)

ظاہری پاکیزگی کا اثر باطن پر

......حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں جو شخص باطنی طہارت پر قائم ہونا چاہتا ہے وُہ ظاہری پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھے۔ پھر ایک دُوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرۃ:223) یعنی جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں مَیں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی ممدّ اور معاون ہے۔ اگر انسان اِسے ترک کردے اور پاخانہ پھر کر بھی طہارت نہ کرے، تو باطنی پاکیزگی پاس بھی نہیں پھٹکتی۔ پس یاد رکھو کہ ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مُستلزم ہے۔ اس لئے ہر مُسلمان کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غُسل کرے۔ ہر نماز میں وُضو کرے۔ جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے۔ عیدین اور جمعہ میں جو خوشبو لگانے کا حکم ہے وُہ اسی بنا پر قائم ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمیّت (زہر) اور عفونت سے روک ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ قانون مقرر کیا ہے ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے‘‘۔

(رسالہ الانذار بحوالہ ملفوظات جلد اوّل صفحہ 164)

وضو کی حقیقت اور فلاسفی

......پادری فتح مسیح کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’آپ کا یہ کہنا کہ وضو کرنے سے گناہ کیونکر دور ہوسکتے ہیں۔ اے نادان! الٰہی نوشتوں پر کیوں غور نہیں کرتا... وضو کرنا تو صرف ہاتھ پیر اور منہ دھونا ہے۔ اگر شریعت کا یہی مطلب ہوتا کہ ہاتھ پیر دھونے سے گناہ دور ہوجاتے ہیں تو یہ پاک شریعت ان تمام پلید قوموں کو جو اسلام سے سرکش ہیں ہاتھ منہ دھونے کے وقت گناہ سے پاک جانتی کیونکہ وضو سے گناہ دور ہوجاتے ہیں۔ مگر شارع علیہ السلام کا یہ مطلب نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے چھوٹے چھوٹے حکم بھی ضائع نہیں جاتے۔ اور ان کے بجالانے سے بھی گناہ دور ہوتے ہیں۔

(نور القرآن حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 420)

وضو کے طبّی فوائد

......فرمایا: ’’نماز کا پڑھنا اور وضو کا کرنا طبّی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطبّاء کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوئے تو آنکھ آجاتی ہے (آنکھ دُکھنے لگتی ہے۔ ایڈیٹر) اور یہ نُزول الماء کا مقدمہ ہے اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ بظاہر کیسی عمدہ بات ہے۔ منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا ہوتا ہے۔ مِسواک کرنے سے منہ کی بدبو دُور ہوتی ہے۔ دانت مضبوط ہوجاتے ہیں اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہوجانے کا باعث ہوتی ہے۔ پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے ناک میں کوئی بدبُو داخل ہو، تو دماغ کو پراگندہ کردیتی ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس میں برائی کیا ہے۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی حاجات لے جاتا ہے اور اس کو اپنے مطالب عرض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ دُعا کرنے کے لئے فرصت ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ نماز میں ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے اگرچہ بعض نمازیں تو پندرہ منٹ سے بھی کم میں ادا ہوجاتی ہیں۔ پھر بڑی حیرانی کی بات ہے کہ نماز کے وقت کو تضیعِ اوقات سمجھا جاتا ہے۔ جس میں اِس قدر بھلائیاں اور فائدے ہیں اور اگر سارا دن اور ساری رات لغو اور فضول باتوں یا کھیل اور تماشوں میں ضائع کردیں تو اس کا نام مصروفیت رکھا جاتا ہے۔ اگر قوی ایمان ہوتا، قوی تو ایک طرف اگر ایمان ہی ہوتا، تو یہ حالت کیوں ہوتی اور یہاں تک نوبت کیوں پہنچتی‘‘۔

(الحکم 31 جنوری 1901ء صفحہ 2)

وضو میں پاؤں دھونا ضروری ہے

......حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک دوست کے نام مکتوب میں تحریر کرتے ہیں:۔

’’پاؤں کے مسح کی بابت یہ تحقیق ہے کہ آیت کی عبارت پر نظر ڈالنے سے نحوی قاعدہ کی رو سے دونوں طرح کے معنی نکلتے ہیں۔ یعنی غسل کرنا اور مسح کرنا اور پھر ہم نے جب متواتر آثار نبویہ کی رو سے دیکھا تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں کو دھوتے تھے۔ اس لئے وہ پہلے معنے غسل کرنا معتبر سمجھے گئے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 543)

مضرِ صحت پانی کو استعمال نہ کریں

......اخبار بدر نے لکھا کہ: قادیان کے اردگرد نشیب زمین میں بارش اور سیلاب کا پانی جمع ہو کر ایک جوہڑ سا بن جاتا ہے جس کو یہاں ڈھاب کہتے ہیں۔ جن ایام میں یہ نشیب زمین (ساری یا اس کا کچھ حصّہ) خشک ہوتی ہے تو گاؤں کے لوگ اس کو رفع حاجت کے طور پر استعمال کرتے رہتے ہیں اور اس میں بہت سی ناپاکی جمع ہوجاتی ہے جو سیلاب کے پانی کے ساتھ مل جاتی ہے۔

آج صبح حضرت اقدس بمع خدام جب باہر سیر کے واسطے تشریف لے گئے تو اس ڈھاب کے پاس سے گذرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

’’ایسا پانی گاؤں کی صحت کے واسطے مُضر ہوتا ہے۔‘‘

پھر فرمایا: ’’اس پانی میں بہت سا گند شامل ہوجاتا ہے اور اس کے استعمال سے کراہت آتی ہے۔ اگرچہ فقہ کے مطابق اس سے وضو کرلینا جائز ہے کیونکہ فقہاء کے مقرر کردہ دَہ دردَہ (10x10۔ناقل) سے زیادہ ہے تاہم اگر کوئی شخص جس نے اس میں گندگی پڑتے دیکھی ہو، اگر اس کے استعمال سے کراہت کرے تو اس کے واسطے مجبوری نہیں کہ خواہ مخواہ اس سے یہ پانی استعمال کرایا جائے جیسا کہ گوہ کا کھانا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا ہے مگر خود کھانا پسند نہیں فرمایا‘‘۔

(بدر 26 ستمبر 1907ء صفحہ 6)

گندے جوہڑ کے پانی سے وضو درست نہیں

......حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلّہ دارالفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن کا ذکر ہے حضور اپنی عادت کے طور پر سیر کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے۔ بہت دوست باہر دروازہ پر حضور کا انتظار کر رہے تھے۔ اس روز حضور موضع بھینی کی طرف تشریف لے چلے۔ جب ایک چھپڑ پر جو قصبہ قادیان کے متصل برلبِ راہ موضع بھینی کی جانب ہے اس کے کنارے پر ایک بڑا بڑھ کا درخت تھا۔ حضور اس کے نیچے کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ اس چھپڑ کا پانی اچھا نہیں ہے اس سے وضو کر کے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ دوستوں کو وہاں سے وضو کرنے سے روکا تھا۔ اور وہ دوست مجھے مخول کرتے تھے۔ اس روز وہ دوست بھی وہاں ہی تھے انہوں نے اپنے کانوں سے سُنا کہ حضور نے اس چھپڑ کے پانی سے وضو کرنا اور اس کو استعمال کرنا منع فرمایا۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 304)

کنوئیں کو پاک کرنے کے مشہور مسئلہ کے بارہ میں رہنمائی

......سوال ہوا کہ یہ جو مسئلہ ہے کہ جب چوہا یا بلّی یا مُرغی یا بکری یا آدمی کنوئیں میں مَر جاویں تو اتنے دَلو (ڈول۔ناقل) پانی نکالنے چاہئیں۔ اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے؟ پہلے تو ہمارا یہی عمل تھا کہ جب تک رنگ بُو مزا نہ بدلے پانی کو پاک سمجھتے۔

فرمایا: ’’ہمارا تو وہی مذہب ہے جو احادیث میں آیا ہے۔ یہ جو حساب ہے کہ اتنے دَلو نکالو، اگر فلاں جانور پڑے اور اتنے اگر فلاں پڑے۔ یہ ہمیں تو معلوم نہیں اور نہ اس پر ہمارا عمل ہے‘‘۔

عرض کیا گیا کہ حضور نے فرمایا ہے جہاں سنّتِ صحیحہ سے پتہ نہ ملے وہاں حنفی فقہ پر عمل کرلو۔

فرمایا: ’’فقہ کی معتبر کتابوں میں بھی کب ایسا تعین ہے ہاں نجات المومنین میں لکھا ہے سو اس میں تو یہ بھی لکھا ہے: سرٹوئے وچ دے کے بیٹھ نماز کرے۔

کیا اس پر کوئی عمل کرتا ہے اور کیا یہ جائز ہے جبکہ حیض ونفاس کی حالت میں نماز منع ہے۔ پس ایسا ہی یہ مسئلہ بھی سمجھ لو۔

مَیں تمہیں ایک اصل بتا دیتا ہوں کہ قرآنِ مجید میں آیا ہے وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ (المدثر:6) جب پانی کی حالت اس قسم کی ہوجائے جس سے صحت کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو صاف کرلینا چاہئے۔ مثلاً پتے پڑ جاویں یا کیڑے وغیرہ۔ (حالانکہ اس پر یہ ملّاں نجس ہونے کا فتویٰ نہیں دیتے) باقی یہ کوئی مقدار مقرر نہیں۔ جب تک رنگ و بو و مزا نجاست سے نہ بدلے وہ پانی پاک ہے‘‘۔

(بدر یکم اگست 1907ء صفحہ 12)

حضرت مسیح موعودؑ کے وضو کا طریق

......حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی روایت کرتے ہیں: اکثر حضور کو وضو کرانے کے مواقع بھی میسر آتے رہے۔ وضو حضور بہت سنوار کر فرمایا کرتے۔ ہر عضو کو تین تین دفعہ دھوتے، سر کے صرف اگلے حصہ کا مسح فرمایا کرتے۔ ریش مبارک میں خلال فرماتے اور جرابوں پر مسح۔ کبھی جرابیں اتار کر بھی پاؤں دھوتے تو انگلیوں میں خلال فرماتے۔ دانتوں کو انگلی سے اچھی طرح ملتے اور مسوڑھوں کو بھی صاف فرماتے تھے‘‘۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 387)

مَوزوں پر مسح

......موزوں پر مسح کا ذکر ہوا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ: ’’سوتی موزہ پر بھی مسح جائز ہے اور آپ نے اپنے پائے مبارک کو دکھلایا جس میں سوتی موزے تھے کہ میں ان پر مسح کرلیا کرتا ہوں‘‘۔

(البدر 2 جنوری 1903ء صفحہ 77)

پھٹی ہوئی جراب پر مسح کرنا

......حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’میں نے حضرت صاحب کو دیکھا ہے کہ جراب میں ذرا سا سوراخ ہوجاتا تو فوراً اس کو تبدیل کرلیتے مگر میں اب دیکھتا ہوں کہ لوگ ایسی پھٹی ہوئی جرابوں پر جن کی ایڑی اور پنجہ دونوں نہیں ہوتے مسح کرتے چلے جاتے ہیں یہ کیوں ہوتا ہے؟ شریعت کے احکام کی واقفیت نہیں ہوتی۔ اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ رخصت اور جواز کے صحیح محل کو نہیں سمجھتے‘‘۔

(منصبِ خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 45)

بیمار کا مسلسل اخراجِ ریح ناقضِ وضو نہیں

......حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحبؑ نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ مَیں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضورؑ نے فرمایا حکیم صاحب! آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں حضور۔ فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو، نواقضِ وضو میں نہیں سمجھا جاتا‘‘۔ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 614، 615)

شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حافظ نور محمدؐ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا یہ جو حدیث میں مرقوم ہے کہ اگر انسان اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ کیا مسئلہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ شرمگاہ بھی تو جسم ہی کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس لئے یہ حدیث قوی نہیں معلوم ہوتی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول درست نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی ہوئی معلوم نہیں ہوتی اور حدیث میں روایتاً کوئی ضعف ہوگا۔ واللہ اعلم‘‘۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 320)

کپڑے صاف نہ ہونے کا شک

حضرت منشی برکت علی صاحب شملوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بہت کم نماز پڑھایا کرتے تھے۔ نماز اکثر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت

باقی صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہر سفر میں اپنی تائید وقدرت کے نشانات دکھاتا ہے۔ بعض دفعہ فکر ہوتی ہے کہ بعض جماعتیں بعض پروگرام بنانے میں تجربہ نہیں رکھتیں اور ایسے پروگرام بنالیتی ہیں جو جماعت کے اپنے پروگرام نہیں ہوتے بلکہ غیروں کے ساتھ پروگرام ہوتے ہیں اور جو غیروں کے ساتھ پروگرام ہوں ان کو ظاہر ہے پہلے ان ذرائع کے ذریعہ سے جو غیروں کے ہیں مشتہر بھی کرنا پڑتا ہے اور اس وجہ سے یہ فکر بھی ہوتی ہے کہ جماعت مخالف بعض شرارتی عنصر پروگرام میں کوئی بدمزگی پیدا نہ کریں۔ پھر یہ بھی کہ اگر کسی لحاظ سے بھی پروگرام کم معیار کا ہو تو شماتتِ اعداء کا باعث نہ بن جائے۔ بہرحال بہت سی فکریں پیدا ہوتی ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ اپنی تائید ونصرت کے نظارے دکھاتا ہے۔ ایسے نظارے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے وعدے ہر دفعہ ایک نیا رنگ دکھاتے ہیں

گزشتہ دنوں ہالینڈ اور جرمنی کے سفر کے دوران مختلف پروگراموں کے نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد اور ان کے غیروں پر گہرے نیک اثرات اور ریڈیو، اخبارات اور ٹی وی کے ذریعہ وسیع پیمانے پر اسلام احمدیت کے پیغام کی تشہیر اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ایمان افروز نظاروں کا تذکرہ

ہالینڈ کی پارلیمنٹ ہاؤس میں فارن افیئرز کمیٹی کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب میں مختلف ممالک کے ممبرانِ پارلیمنٹ، ایمبیسیڈرز اور بعض دیگر سرکاری حکام اور نمائندگان کی شمولیت

یہ پروگرام منعقد ہونا بذات خود اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے ورنہ ہالینڈ کی جماعت اگر کہے کہ کسی کی کوشش سے ہوا ہے یا جماعت کی کوشش سے ہوا ہے، کسی شخص کی کوشش سے ہوا ہے تو وہ غلط ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر یہی کہیں گے کہ ہمیں تو سمجھ نہیں آئی کہ یہ ہو کیسے گیا۔

ہالینڈ میں 60 سال کے بعد جماعت کی دوسری باقاعدہ مسجد کی تعمیر کے لئے المیرے (Almere) میں سنگ بنیاد کی مبارک تقریب

جماعتی پروگراموں کے انتظامات کا غیروں پر اچھا اثر اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو ہمیشہ اپنے رویّوں کو سلجھا ہوا رکھنے کی نصیحت

جرمنی میں مساجد کا سنگ بنیاد اور پریس میڈیا کوریج

جامعہ احمدیہ جرمنی سے شاہد کا امتحان پاس کرنے والی پہلی کلاس کے مبلغین کی کانووکیشن کی تقریب

مکرم مرزا اظہر احمد صاحب ابن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23/اکتوبر 2015ء بمطابق 23/اخاء 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہر سفر میں اپنی تائید وقدرت کے نشانات دکھاتا ہے۔ بعض دفعہ فکر ہوتی ہے کہ بعض جماعتیں بعض پروگرام بنانے میں تجربہ نہیں رکھتیں اور ایسے پروگرام بنالیتی ہیں جو جماعت کے اپنے پروگرام نہیں ہوتے بلکہ غیروں کے ساتھ پروگرام ہوتے ہیں اور جو غیروں کے ساتھ پروگرام ہوں ان کو ظاہر ہے پہلے ان ذرائع کے ذریعہ سے جو غیروں کے ہیں مشتہر بھی کرنا پڑتا ہے اور اس وجہ سے یہ فکر بھی ہوتی ہے کہ جماعت مخالف بعض شرارتی عنصر پروگرام میں کوئی بدمزگی پیدا نہ کریں۔ پھر یہ بھی کہ اگر کسی لحاظ سے بھی پروگرام کم معیار کا ہو تو شماتتِ اعداء کا باعث نہ بن جائے۔ بہرحال بہت سی فکریں پیدا ہوتی ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ اپنی تائید ونصرت کے نظارے دکھاتا ہے۔ ایسے نظارے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے وعدے ہر دفعہ ایک نیا رنگ دکھاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ تو غیروں کے اس طرح اظہار ہو رہے ہوتے ہیں اور وہ پروگرام کو اس طرح سراہتے ہیں کہ ہم سوچ میں پڑ جاتے ہیں، انتظام کرنے والے خود سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ کیا واقعی ہم نے ایسا اچھا پروگرام کیا تھا جو غیر اس قدر تعریف کر رہے ہیں۔ پھر صرف ظاہری تعریف نہیں ہوتی بلکہ لگتا ہے کہ غیر لوگوں کے، مہمانوں کے، جو غیر مہمان آئے ہوتے ہیں ان کے جذبات دل سے نکل رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں بتا رہی ہوتی ہیں، ان کے چہرے ظاہر کر رہے ہوتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں واقعی وہ ان کے دل کی آواز ہے اور یہ چیزیں دیکھ کر پھر انسان اللہ تعالیٰ کی حمد کے جذبات سے بھر جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی اور پروگرام کامیاب ہوا۔

گزشتہ دنوں مَیں ہالینڈ اور جرمنی کے سفر پر تھا۔ جرمنی میں تو بڑی جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی منظّم ہے اور وہاں جماعت کے افراد کے ہر طبقے سے تعلقات بھی ہیں۔ میڈیا بھی ان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ بہت وسیع طور پہ کوریج دیتا ہے۔ بعض اخبارات یا دوسرے میڈیا کے ذرائع جماعت کی ترقی دیکھ کے منفی خبریں بھی جماعت کے بارے میں لکھتے ہیں یا بعض سیاستدان جو عموماً ایشین نژاد ہیں اپنی سستی شہرت کے لئے وہاں جماعت کے خلاف مہم بھی وقتاً فوقتاً چلاتے رہتے ہیں۔ لیکن عموماً جرمن سیاستدان بھی اور پڑھا لکھا طبقہ بھی اور جرمن لوگ بھی جو کسی نہ کسی رنگ میں جماعت سے تعارف رکھتے ہیں جماعت کے لئے اچھے خیالات رکھتے ہیں اور اس وجہ سے اسلام کی بھی حقیقی تصویر انہیں مل رہی ہوتی ہے۔ پس یہ بھی اسلام اور احمدیت کے تعارف کا ایک ذریعہ ہے جو جرمنی میں مختلف پروگرام کر کے احمدی کروا رہے ہیں جو بعض دفعہ غیر جماعتی پروگرام بھی ہوتے ہیں، لیکن ہالینڈ میں تو جماعت بھی چھوٹی سی ہے اور اب تک اتنی فعّال کوشش بھی انہوں نے نہیں کی جس سے میڈیا کے ذریعہ ملک کے وسیع حصہ میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا تعارف ہوا ہو۔ پھر ممبران پارلیمنٹ سے بھی اور پڑھے لکھے طبقے سے اور ڈپلومیٹس وغیرہ سے بھی ان کے کوئی ایسے تعلقات نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگ جماعت کو جانتے ہوں اور اسلام کی نمائندہ جماعت سمجھتے ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نن سپیٹ کا علاقہ جہاں ہمارا سینٹر ہے وہاں کے ایک ممبر پارلیمنٹ جن سے دو تین سال پہلے جماعت کا تعارف ہوا تھا اور وہ مجھے بھی ہالینڈ کے ایک جلسے میں مل چکے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے ہالینڈ کی پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک فنکشن کروانے کا اللہ تعالیٰ نے سامان کر دیا۔ یہ جو ممبر آف پارلیمنٹ ہیں ان دنوں میں ہالینڈ کی پارلیمنٹ کی جو فارن افیئرز کی کمیٹی ہے اس کے قائمقام چیئر مین بھی تھے یا اب بھی

ہیں بہرحال ان کے ذریعہ سے فارن افیئرز کمیٹی نے پارلیمنٹ ہاؤس کے ایک ہال میں ایک پروگرام کا انتظام کیا اور مجھے امیر صاحب نے لکھا کہ اس طرح انتظام ہو رہا ہے اور آپ وہاں آئیں۔ چنانچہ مَیں گیا۔ میرا خیال تھا کہ چند ایک لوگ ہوں گے۔ جماعت کا اتنا تعارف ملک میں نہیں ہے، لوگ نہیں آئیں گے۔ پھر جماعت کو بھی اس قسم کے کام کرنے کا تجربہ نہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہالینڈ جماعت کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر دیکھا جائے تو میرے خیال میں ان کا کافی اچھا فنکشن ہو گیا۔

اس تقریب میں 89 سرکردہ افراد شامل ہوئے جن میں ڈچ پارلیمنٹ کے ممبران کے علاوہ سپین، آئرلینڈ، سویڈن، کروشیا، مونٹی نیگرو، البانیا، فرانس، سوئٹزرلینڈ، بیلجیم، جرمنی، انڈیا، فلپائن، ڈنمارک اور سائپرس سے تعلق رکھنے والے ممبران پارلیمنٹ، ایمبیسیڈرز اور بعض دوسرے سرکاری حکام اور نمائندگان شامل تھے۔ جیسا کہ میں نے کہا جرمنی کی جماعت کے اکثر جگہوں پر اچھی سطح کے لوگوں سے تعلقات ہیں لیکن ابھی تک وہ اس سطح کا پروگرام نہیں کروا سکے۔ وہاں ہمارے فنکشنز میں تو بیشک بڑے بڑے لوگ آتے ہیں اور ہماری خدمات کو سراہتے ہیں۔ اسلام کی تصویر جو حقیقی تصویر ہے اسے دیکھ کر وہ اظہار خیال کرتے ہیں لیکن وہاں ابھی تک کوئی ایسا پروگرام نہیں ہوا اور پروگرام نہ کرنے کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہو کہ جرمنی بڑا ملک ہے اور ہالینڈ اس کے مقابلے میں ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ بہرحال مجھے امید ہے کہ ہالینڈ کی جماعت نے اب جو قدم اٹھایا ہے اور تعلقات بنائے ہیں، اخبارات سے رابطے کئے ہیں، میڈیا سے رابطے کئے ہیں، وہ اسے مزید آگے بڑھانے کی کوشش کرے گی اور اب تک جو کام انہوں نے کر دیا اس کو اپنی انتہا نہیں سمجھیں گے۔

وہاں پارلیمنٹ ہاؤس میں جو فنکشن تھا وہاں میں نے اٹھارہ بیس منٹ میں مختصراً اسلام کی تعلیم اور حالات حاضرہ کے حوالے سے جو مسائل ہیں وہ بیان کئے۔ عموماً جہاں بھی مَیں اسلام کی تعلیم کے حوالے سے، قرآن کریم کے حوالے سے کچھ کہوں لوگ سمجھتے ہیں اور اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ ان کے سوالوں کے کافی جواب مل گئے ہیں لیکن یہاں اس فنکشن میں تین چار پارلیمنٹیرین جو مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے کہا کہ ہم نے اب سوال بھی کرنے ہیں۔ میں نے انہیں کہا ٹھیک ہے تسلی نہیں ہوئی تو کر لیں۔ اس پر انہوں نے بعض ایسے سوال کئے جو سوائے انہی باتوں کو دہرانے کے اور کچھ نہیں تھے۔ لگتا تھا کہ مجھ سے یہ کہلوانا چاہتے ہیں یا کسی نہ کسی موقع پر کہوں کہ اسلام کی تعلیم غلط ہے نعوذ باللہ یا کوئی ایسی بات میرے منہ سے نکل جائے جس سے ان کو اسلام پر کچھ کہنے کا موقع مل جائے اور یہ بات دوسرے ممالک سے آئے ہوئے پارلیمنٹیرین نے بھی محسوس کی اور بعد میں اس کا اظہار بھی انہوں نے کیا کہ ان ایک دو کا یہ رویّہ ٹھیک نہیں تھا بلکہ بعض ڈچ جو یہ پروگرام دیکھ رہے تھے یا وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی اس بات پر ناراضگی کا اظہار کیا اور اپنی شرمندگی کا بھی اظہار کیا۔ لیکن بہرحال ہمیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ شاید مجھے غصہ دلانا چاہتے تھے لیکن بہرحال یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قسم کی برداشت اللہ نے مجھے بہت دی ہوئی ہے۔ لگتا ہے ان میں سے ایک کو خود بھی یہ احساس ہو گیا تھا کیونکہ جب میرے ساتھ تصویر کھنچوانے کے لئے آئے تو کہنے لگے کہ اگر میرے سوال مناسب نہیں تھے تو میں اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ بہرحال اس پروگرام کی تو ایک لمبی تفصیل ہے۔ ایم ٹی اے پر آپ نے سن لی ہو گی۔ دیکھ بھی لی ہو گی یا رپورٹ میں پڑھ لیں۔ اس وقت تو یہ سب کچھ یہاں بیان نہیں ہو سکتا۔ لیکن بہرحال اس پروگرام میں شامل مہمانوں اور پروگرام سننے والے جو غیر تھے ان پر اسلام کی تعلیم کا اچھا اثر پڑا ہے۔ بعض دفعہ یہ خیال بھی بعد میں آتا ہے کہ فلاں سوال کا اس طرح جواب زیادہ مناسب ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا ایسا فضل فرمایا کہ جو بھی جواب دیئے گئے تھے انہوں نے ہی غیروں پر اچھا اثر ڈالا اور اس بات کا انہوں نے اظہار بھی کیا کہ ایسے سوالوں کے اسی قسم کے جواب تھے جو بہترین رنگ میں دے دیئے گئے۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اسی لئے وہ دلوں پر قبضہ کر کے رعب ڈال دیتا ہے۔ انسانی کوششیں تو کچھ بھی نہیں کر سکتیں۔ یہ پروگرام منعقد ہونا بذات خود اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے ورنہ ہالینڈ کی جماعت اگر کہے کہ کسی کی کوشش سے ہوا ہے یا جماعت کی کوشش سے ہوا ہے، کسی شخص کی کوشش سے ہوا ہے تو وہ غلط ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر یہی کہیں گے کہ ہمیں تو سمجھ نہیں آئی کہ یہ ہو کیسے گیا۔ اس پروگرام کے معیاری ہونے کے بارے میں جن ممبر پارلیمنٹ نے اسے منظّم کروایا تھا انہوں نے ہمارے ایک احمدی کو بعد میں کہا کہ اس کی میڈیا میں بہت زیادہ کوریج ہونی چاہئے تھی۔ حالانکہ ہمارے خیال میں کافی ہو گئی لیکن ان کے نزدیک اس سے زیادہ ہونی چاہئے تھے اور پہلے صفحہ کی سرخی ہونی چاہئے تھی تا کہ ملک کے لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیم کا پتا چلتا۔ بہرحال انہوں نے کہا کہ میری تسلی نہیں ہوئی۔ جتنا ہونا چاہئے تھا اتنا نہیں ہوا۔

انہوں نے ہی اپنا اظہار خیال کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ مجھ سے بہت سے ممبران پارلیمنٹ نے پوچھا کہ یہ پروگرام کس طرح تم نے منعقد کروا لیا؟ (تو صرف اپنے نہیں غیروں کے نزدیک بھی یہ بہت مشکل تھا کہ ایک چھوٹی سی جماعت کے پروگرام اس طرح پارلیمنٹ ہاؤس میں منعقد کروائے جاتے۔) یہ ممبر آف پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ یہ جو پروگرام تھا حاضری وغیرہ کے لحاظ سے اور جو نفس مضمون بیان ہوا ہے اس کے لحاظ سے میری امید سے بہت زیادہ کامیاب رہا اور یہ کہتے ہیں کہ اب اس کے دوررَس نتائج نکلیں گے کیونکہ امام جماعت احمدیہ نے اپنا پیغام نہایت مؤثر رنگ میں دیا۔ ہالینڈ کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ ان کو اسلام کا امن پسند چہرہ بھی دکھایا جائے۔ ان کو اس پیغام کی ضرورت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح کے ساتھ پارلیمنٹ کی یہ تقریب پہلا قدم تھا۔ اب ہم مزید ایسے پروگراموں کا انعقاد کریں گے۔ بلکہ یہ اظہار انہوں نے وہاں آخر میں بھی کیا تھا۔

پھر اور بھی بہت سے معزز مہمانوں نے اس پروگرام کو سراہتے ہوئے اسلام کی حقیقی تعلیم کا چہرہ دکھانے پر شکریہ ادا کیا۔ ہالینڈ کے سابق وزیر دفاع بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ فنکشن کے بعد بھی وہ میرے ساتھ بڑی دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے پیغام سے اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھنے کا موقع ملا ہے اور مجھے کہا کہ اب یہ خواہش ہے کہ آپ بار بار ہالینڈ آئیں تا کہ لوگوں کے دل سے اسلام کا ڈر نکل جائے۔ پھر کہتے ہیں کہ پارلیمانی کمیٹی کے سوالات پر آپ کے جوابات کسی بھی مناسب سوچ رکھنے والے شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی تھے۔

اس تقریب میں سپین کے ایمبیسیڈر بھی آئے ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ بالخصوص جس طرح امام جماعت نے freedom of speech، برداشت اور دوسرے مذاہب کے لئے عزت و احترام جیسے حساس سوالات کے جوابات دیئے وہ نہایت موزوں تھے اور پھر یہ بھی کہ تقریر کے دوران برداشت، مذہبی آزادی اور اخوت کے بارے میں جو باتیں اسلام کی تعلیم کے مطابق بیان کیں، کہتے ہیں یہ دل کو لگتی ہیں اور میں ان کی بڑی حمایت کرتا ہوں۔ کیونکہ بین المذاہب ہم آہنگی اور دنیا کے امن کے لئے ان اقدار کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

سپین کے ممبر آف پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ انسانیت کے لئے امن، آزادی اور خدا تعالیٰ جو تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے اس سے محبت کا پرکشش پیغام سن کر خوشی ہوئی۔ ایک ایسی دنیا کے لئے جہاں جنگوں اور مذہب کے نام پر کئے جانے والے مظالم میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس قسم کے امن کے پیغام پر ہم کو مشکور ہونا چاہئے۔ آج پہلے سے بڑھ کر ان سب لوگوں کو جو امن چاہتے ہیں اور مذہب پر عمل کرتے ہیں انہیں متحد ہونا چاہئے۔ ہمیں ان باتوں پر توجہ دینی چاہئے جو ہمارے درمیان یکساں ہیں بجائے اس کے کہ ہم اپنے درمیان پائے جانے والے تضادات پر زور دیں۔

پھر مونٹی نیگرو سے بھی تین احباب آئے تھے۔ ان میں ایک ممبر آف نیشنل پارلیمنٹ تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ تقریب جماعت کے لئے ایک بہت بڑی کامیابی ہے کہ ان کے امام نے اسلام کی حقیقی تعلیم نہایت اعلیٰ سطح پر پیش کی۔ ہالینڈ کے ممبران پارلیمنٹ کے سوالات نہایت جارحانہ تھے لیکن انہوں نے جوابات نہایت مدلّل اور حقائق پر مبنی دیئے اور یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ امام جماعت جرأت اور خود اعتمادی کے ساتھ دلیل سے بات کرتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ آج کی پُرخطر دنیا میں ایسی تقریبات کی اشد ضرورت ہے۔

پھر ہیومن رائٹس ڈیفنس کی دو ممبر خواتین وہاں تھیں وہ بھی کہتی ہیں کہ یہ پیغام جو پارلیمنٹ میں دیا گیا یہ تمام پالیسی میکرز تک پہنچایا جانا چاہئے۔

پھر کروشیا سے ان کی برسر اقتدار پارٹی کے ایک ممبر آف پارلیمنٹ آئے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام جماعت نے اسلامی تعلیمات کو بڑے ہی واضح اور مؤثر رنگ میں بیان کیا۔ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اسلامی تعلیمات بہت مؤثر ہیں۔ اگر تمام مسلمان ان تعلیمات پر صدق دل سے عمل کریں تو دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ freedom of speech کے بارے میں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے جو دوٹوک مؤقف دیا وہ بہت ہی متاثر کرنے والا تھا خصوصاً ہولوکوسٹ (Holocaust) کے بارے میں بعض ممالک میں جو پابندیاں ہیں اس کے حوالے نے ان کے مؤقف کو مزید تقویت دی۔ پھر کہتے ہیں اس حقیقت کے باوجود کہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم ہوئے ہیں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے پاکستان پر براہ راست تنقید کرنے سے گریز کیا اور عمدہ انداز میں حقیقی اسلامی تعلیم پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی تلقین کی جو کہ بہت ہی متاثر کن تھی۔ پھر کہتے ہیں ہتھیاروں پر پابندی اور فنڈنگ روکنے پر جو مؤقف دیا وہ بہت ہی حقیقت پسندانہ تھا۔ واقعی اگر دنیا کے طاقتور ممالک ان نکات پر سنجیدگی اور دیانتداری سے عمل کریں تو دنیا امن کی جانب لَوٹ سکتی ہے۔

پھر سویڈن سے آنے والے ممبر آف پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ خطاب بڑا اچھا تھا۔ اثر کرنے والا تھا اور مذہبی لیڈر ہونے کی حیثیت سے آپ نے دنیا کے صاحب اختیار لوگوں کو جھنجھوڑا ہے۔ خطاب میں ایک سچائی تھی۔ کوئی مصلحت نہیں تھی۔ امن، انصاف، برداشت، انسانیت، محبت اور بھائی چارے سے متعلق امام جماعت نے بڑے آسان فہم الفاظ میں توجہ دلائی ہے اور دنیا کو ایک پیغام دیا ہے۔

فارن افیئرز کمیٹی کے ممبران کی طرف سے آزادی اظہار کے متعلق سوالات پر کہتے ہیں کہ ان کے جوابات مدلل اور فراست سے بھرپور تھے۔ یہودیوں کا ریفرینس دینے سے بھی وہ امام جماعت کا اشارہ نہیں سمجھے جبکہ ہمارے ملک سویڈن میں نازیوں کا بیج لگانا بھی قانونی طور پر منع ہے اور لگانے پر سزا اور جرمانہ ہے۔

پھر البانیا سے ترانہ جوان کا کیپیٹل ہے وہاں کے میئر کے مشیر اعلیٰ ہیں اور ان کی گورنمنٹ کی مذہبی امور کی ایک کمیٹی ہوتی ہے اس کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ ایسے عظیم الشان طریق پر اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے نہایت اعلیٰ پیرائے میں اور بہت دلکش انداز میں اسلامی تعلیمات کی عکاسی کی ہے۔

Amsterdam University کے پروفیسر جو بدھ ازم اور اسلام اور دیگر مذاہب کے ماہر ہیں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امام جماعت نے اسلام کی امن کے حوالے سے تعلیم کا جس واضح انداز میں ذکر کیا ہے اس سے مجھے اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ ہمارے انٹرفیتھ ڈائیلاگ کے پروگراموں میں جماعت کی نمائندگی ناگزیر ہے۔ اب جماعت کو ہمارے پروگراموں میں ضرور شریک ہونا چاہئے تاکہ اسلام کی اصل اور حقیقی تصویر ہمارے سامنے آ سکے۔

اس کے علاوہ بھی وہاں ہالینڈ میں چار پانچ دن جو پروگرام رہے ان میں تو روزانہ ہی کسی نہ کسی اخبار، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندے آ کر انٹرویو لیتے رہے تھے۔ کافی لمبی ان سے باتیں ہوتی رہیں۔ آدھے گھنٹے سے لے کر تیس پینتیس منٹ تک، چالیس منٹ تک بھی ایک ایک انٹرویو ہوا جس میں ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام، دعویٰ، اسلام کی تعلیم، دنیا کا امن، خلافت وغیرہ کے موضوع پہ بتایا گیا۔ تفصیلات تو آپ لوگ پڑھ ہی لیں گے یا دیکھ لیں گے۔ بہرحال اس ذریعہ سے جماعت کا وہاں کافی وسیع تعارف ہوا ہے وہاں اور جیسا کہ پروفیسر صاحب نے بھی کہا کہ اس ملک میں بھی اب پڑھے لکھے طبقے میں لوگوں کو تسلیم کرنا پڑ رہا ہے کہ اگر اسلام کے بارے میں حقیقی تعلیم کو جاننا ہے تو پھر احمدیوں کو بہرحال بیچ میں شامل کرنا ہوگا۔

جیسا کہ میں نے انٹرویوز کے بارے میں کہا پہلا انٹرویو 5/اکتوبر کو نن سپیٹ کے ریڈیو چینل آر۔ ٹی۔ وی نن سپیٹ کے جرنلسٹ نے لیا جو وہاں بیت النور مسجد سے ہی لائیو نشر کیا گیا۔ اور اس کی لائیو سٹریمنگ (live streaming) (کے ذریعہ) پوری دنیا میں سنا گیا۔ پھر 5/اکتوبر کو ہی ہالینڈ کے ایک ریجنل ٹیلیویژن سٹیشن گلڈرلینڈ (Gelderlaand) کے جرنلسٹ نے انٹرویو لیا اور اس ٹی وی سٹیشن کے ذریعہ سے بھی اس علاقے میں تقریباً دو ملین سے زیادہ لوگوں کو یہ پیغام پہنچا ہے بلکہ وہ جرنلسٹ خود ہی کہنے لگا کہ یہاں ہماری اہمیت وہی ہے جو آپ کے ہاں بی بی سی کی ہے۔

پھر 6/اکتوبر کو ہالینڈ کی نیشنل اخبار کے جرنلسٹ نے انٹرویو لیا اور اس اخبار کی پرنٹ اشاعت تو تھوڑی پچاس ہزار ہے لیکن انٹرنیٹ پر پڑھنے والوں کی تعداد جو ہے وہ لاکھوں میں ہے۔ 7/اکتوبر کو پھر ایک ریجنل اخبار کے جرنلسٹ آئے انہوں نے انٹرویو لیا۔ اس اخبار کی اشاعت بھی ایک لاکھ کے قریب ہے۔ پھر 9/اکتوبر کو ہالینڈ کے اخبار کے جرنلسٹ نے انٹرویو لیا اور اس کی تعداد بھی سنا جاتا ہے کافی ہے۔ یہ ایک مذہبی اخبار بھی ہے۔ ان انٹرویوز اور میڈیا کے ذریعہ سے جو کوریج ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی تھی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ پہلی دفعہ ہالینڈ جماعت نے اتنا وسیع رابطہ کیا ہے اور اس لحاظ سے ان کا پروگرام بہت اچھا تھا۔ ہالینڈ کے تین نیشنل اور 9 ریجنل اخبارات نے دورے کے حوالے سے خبریں دیں اور رپورٹس شائع کیں۔ 9 اخبارات نے اپنے انٹرنیٹ کے ایڈیشن میں خبریں دیں۔ اخبارات کے ذریعہ سے کل تین ملین سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔ آر۔ ٹی۔ وی ریڈیو جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ (انٹرویو) بھی کے۔ پی۔ این ٹی وی نیٹ ورک کے ذریعہ ملکی سطح پر اور ویب سٹریم کے ذریعہ تمام دنیا میں نشر کیا گیا۔ نیشنل ریڈیو نے 7/اکتوبر کو رات 9 بجے دورے کے حوالے سے پانچ منٹ کا پروگرام بھی نشر کیا۔ اس طرح ریڈیو کے ذریعہ بھی قریباً نصف ملین تک پیغام پہنچا۔ پھر ان کا جو ٹی وی چینل ہے اس نے بھی دورہ کے حوالے سے پانچ منٹ کی خبر دی جس میں پارلیمنٹ کا اور مسجد کی بنیاد کا ذکر کیا۔ اس کے علاوہ ملک کے نیشنل ٹی وی پر بھی خبریں نشر کی گئیں۔ اس طرح ان دونوں ٹی وی چینلز کے ذریعہ بھی ان کا خیال ہے کہ پانچ ملین لوگوں تک پیغام پہنچا تو مجموعی طور پر اگر دیکھا جائے تو اس پرنٹ میڈیا کے ذریعہ سے ان کی اس دفعہ پہلی کوشش میں ہالینڈ میں آٹھ ملین افراد تک یہ پیغام پہنچا ہے۔

ہالینڈ میں جماعت ہالینڈ کی دوسری مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی بھی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر بھی جلد مکمل کروائے۔ 60 سال کے بعد وہاں جماعت باقاعدہ مسجد بنا رہی ہے۔ سینٹر تو ہیں، ایک دو سینٹر لئے تھے مگر باقاعدہ مسجد نہیں تھی اور یہ وقت کی بڑی ضرورت تھی کہ مسجد ہوتی۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل مہمانوں کی مجموعی تعداد 102 تھی۔ ان مہمانوں میں المیرے شہر جہاں یہ مسجد بن رہی ہے وہاں کے میئر، ججز، وکلاء، ڈاکٹرز، آرکیٹکٹس، مذہبی لیڈر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔ اس کے علاوہ البانیا، مونٹی نیگرو، کروشیا، سویڈن، سپین اور سوئٹزرلینڈ کے جو مہمان ایک دن پہلے فنکشن پہ آئے ہوئے تھے وہ بھی شامل ہو گئے۔

المیرے کے میئر صاحب نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی جو بھی باتیں مسجد کے بارے میں کی گئی ہیں، سن کر دل پر بڑا اثر ہوا ہے اور یہ پیغام جو آپ نے دیا ہے ایک پرامن فضا قائم کرنے کے لئے نہایت اثر انگیز ہے اور ہم سب کو مل کر اس کو عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں امید ہے کہ مسجد کے ذریعہ امن کا یہ پیغام ضرور پھیلے گا۔

پھر وہاں کی ایک لوکل کونسل کے ممبر کونسلر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ پیغام جو ہے تمام مکاتب فکر کے لوگوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ ایک سیاسی پارٹی لبرل پارٹی ہے۔ اس کے لیڈر کہتے ہیں کہ لگتا ہے مستقبل میں آپ کی جماعت ہی اس دنیا میں امن کی ضامن ہے۔ پھر وہاں ایک مسلم ریڈیو بھی نیشنل مسلم ریڈیو کے نام سے چلتا ہے۔ جس روز مسجد کے سنگ بنیاد کا پروگرام تھا اسی روز نیشنل مسلم ریڈیو نے ساڑھے چار منٹ کی رپورٹ المیرے مسجد کی تعمیر کے پروگرام کے بارے میں نشر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد ثانی کے بارے میں بتایا اور میرے بارے میں بھی بتایا گیا کہ مسیح موعود کے خلیفہ ہیں اور المیرے میں مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے تشریف لائے ہیں۔ پھر اس رپورٹ میں وہاں مسجد (کے سنگ بنیاد) کے موقع پہ جو خطاب تھا اس کے بعض حصے بھی سنائے۔ اس کے علاوہ بھی میڈیا نے اس حوالے سے بہت ساری خبریں دیں۔

اس کے بعد جرمنی میں دو مساجد کی بنیاد رکھی۔ وہاں بھی شہر کے معززین اور پڑھا لکھا طبقہ آیا ہوا تھا۔ یہاں بھی اچھے فنکشن ہوئے۔ جماعت کا تعارف تو وہاں ہے۔ مزید بڑھا۔ ہالینڈ سے جرمنی جاتے ہوئے نورڈہارن (Nordhorn) میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر وہاں ایک ٹی وی چینل نے انٹرویو بھی لیا۔ اس کی خبر بھی دی۔ ایک سابق میئر بھی وہاں آئے ہوئے تھے۔ فنکشن کے بعد وہ کہنے لگے کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہہ دیا ہے کہ اس اتوار کو تمہیں چرچ جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ہمارے لئے ضروری تھا وہ ان کے خلیفہ نے کہہ دیا ہے۔ تو اس طرح بھی بعض لوگ اظہار خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حقیقت میں بھی ان کے دل کھولے اور حقیقت میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو سمجھ کر قبول کرنے والے ہوں۔ ایک جرمن خاتون کہنے لگی کہ حقیقت میں یہ بہت اچھی تقریب تھی۔ میں اسلام کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی لیکن آج جس طرح خلیفۃ المسیح نے مجھے سمجھایا ہے مجھے اس کا صحیح علم ہوا ہے۔

پھر ایک جرمن کہتے ہیں کہ میں مذہباً کیتھولک ہوں اور آج میں نے ایک اور خوبصورت مذہب یعنی اسلام کے بارے میں سیکھا ہے۔ خلیفہ کی تقریر سے مجھے اسلام پر زیادہ تحقیق کرنے کا شوق ہوا ہے۔ انہوں نے ہمیں اسلام کی حقیقت کا بتایا۔ کہتے ہیں کہ مجھے پتا چلا ہے کہ اسلام کی بنیاد محبت، آزادی اور امن پر قائم ہے۔ مجھے سب سے اچھی بات یہ لگی کہ انہوں نے کہا ہے کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق پر بہت زور ڈالتا ہے۔ ایک جرمن خاتون کہتی ہیں کہ میں مذہبی نہیں ہوں اور نہ میں کسی مذہب پر ایمان رکھتی ہوں بلکہ مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ دنیا میں ایک خلیفہ ہے لیکن آج جب میں نے اس خلیفہ کو دیکھا اور سنا ہے تو کہتی ہیں کہ اس کے بعد آج میں اسلام کے بارے میں بہترین رائے لے کر جا رہی ہوں۔ میں نے سیکھا ہے کہ مسجد صرف عبادت کے لئے نہیں ہے بلکہ لوگوں کی خدمت کے لئے بھی ہے۔ میں نے سیکھا ہے کہ مسجد ہمسایوں کا خیال رکھنے کی بھی جگہ ہے۔ میں نے سیکھا ہے کہ مسجد امن پھیلانے کا مقام ہے۔ اسلام کے بارے میں تمام سوالات یا خوف جو کسی انسان کو ہو سکتے ہیں امام جماعت کے خطاب سے دور ہو جاتے ہیں۔

پھر ایک مہمان جرنلسٹ کہتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ اس تقریب کے بعد میں امام جماعت کا انٹرویو کروں گا۔ لیکن کہتے ہیں خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر کسی قسم کے انٹرویو کی ضرورت نہ رہی کیونکہ انسان کے ذہن میں اسلام کے بارے میں جو بھی ممکنہ خوف یا سوالات آ سکتے تھے ان سب کا جواب خلیفۃ المسیح نے اپنے خطاب میں دے دیا۔

ایک خاتون نے بتایا کہ ان کے خاوند بھی ساتھ آئے ہوئے تھے لیکن انہوں نے جب انہیں کہا کہ اندر آ جاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں تو اندر نہیں جاؤں گا۔ ان کو وہیں کار سے ڈراپ کر کے تو پارکنگ میں چلے گئے کہ یہ مسلمانوں کا فنکشن ہے اور کہتے ہیں کہ میرا دل کہتا ہے کہ یہاں آج دھماکہ ہو جانا ہے اس لئے مجھے تو اپنی جان بڑی پیاری ہے۔ تمہیں مرنا ہے تو تم جاؤ۔ میں تو نہیں جاتا۔ کہتی ہیں اب میں جا کے انہیں بتاؤں گی کہ تم نے آج کے دن کا جو ایک بہترین پروگرام تھا وہ miss کر دیا کیونکہ وہاں تو سوائے امن اور پیار اور محبت کے کچھ بھی نہیں تھا۔ تو لوگ ایسی بھی سوچ رکھتے ہیں۔ ایک جرمن خاتون بھی اس موقع پر آئی ہوئی تھیں۔ خطاب سنا اور خطاب سننے کے دوران ہر بات پر یہی کہتی رہی کہ یہ سچ ہے، سچ ہے۔ اس کے بعد اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں پہلی دفعہ اس پروگرام میں آئی ہوں اور آپ کے انتظامات دیکھ کر حیران ہوں۔ آپ کا جو نظام ہے اس میں ہر انسان ایک سلجھا ہوا انسان دکھائی دے رہا ہے۔

اب یہ جو لوگوں کے تاثرات ہوتے ہیں یہ ہمیں یہ یاد کرانے کے لئے بھی ہیں کہ ہمیں ہمیشہ اپنا رویّہ ایسا رکھنا چاہئے کہ سلجھے ہوئے دکھائی بھی دیں۔ یہ صرف عارضی موقعوں پہ نہیں بلکہ اپنے یہ رویّے ہمیشہ مستقل بنائیں۔ کہتی ہیں کہ مجھے بڑے دکھ سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم جرمن اس سے عاری ہو چکے ہیں جو اخلاق سکھائے جاتے ہیں۔

کہتی ہیں کہ میں جو اخلاقی قدریں گھر میں اپنے بچوں کو سکھانا چاہتی ہوں انہی قدروں کے خلاف سکول میں تعلیم دی جا رہی ہے لیکن مجھے تو یہاں انسان کی حقیقی عزت دکھائی گئی ہے۔

پس یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ آزادی کے نام پر بچوں کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے جو بہت کچھ ہے۔ یہاں کے رہنے والے لوگ خود ان باتوں سے بڑے پریشان ہیں۔ اس لئے اپنے بچوں کو ہمیں بھی خاص طور پر گھروں میں سمجھانا چاہئے کہ ان کی ہر بات جو ہے سچ نہیں ہے بلکہ تمہیں اسلامی قدروں کی طرف دیکھنا بہت ضروری ہے اور ان کا خیال رکھو۔

اسی طرح ایک مہمان مرد ہیں جو کہتے ہیں کہ میں یہاں آ کر بہت خوش ہوں۔ کہتے ہیں عیسائیت تو مردہ مذہب ہو چکا ہے صرف اوپر اوپر سے باتیں ہیں کوئی روح نہیں ہے لیکن یہاں تو مجھے زندہ مذہب نظر آیا ہے۔

پھر جب میں نے افریقہ کا ذکر کیا کہ وہاں پانی بھی نہیں ملتا تو کہتے ہیں جب آپ نے ذکر کیا کہ افریقہ میں تو پینے کا پانی موجود نہیں تو وہاں ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں جب ان کو پتا لگا کہ جماعت احمدیہ افریقہ میں پینے کے لئے پانی مہیا کرنے کے لئے کیا کچھ کر رہی ہے تو ایک عورت اپنے سات آٹھ سالہ بیٹے کے کان میں کہنے لگی کہ پانی کو ضائع بالکل نہیں کرنا چاہئے اور پھر اس کے ساتھ تین چار اور بچے بھی تھے ان کو انگلی کے اشارے سے کہہ رہی تھی کہ ان کی باتیں سنو تا کہ تمہیں سمجھ آئے۔

اسی طرح ایک میاں بیوی وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہاں ایک احمدی سے پردے سے متعلق بحث شروع ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا کہ عورتیں کیوں نہیں ہیں، صرف مرد کیوں نظر آ رہے ہیں۔ عورتوں کے لئے علیحدہ مارکی کیوں ہے۔ جب انہوں نے میرا خطاب سن لیا اور پھر انہیں پردے کی روح بھی بتائی گئی کہ کیا وجہ ہے تو پھر کہنے لگیں کہ مغرب میں عورت کی آزادی صرف سطحی طور پر ہے اور یہ صحیح آزادی نہیں۔ کہتی ہیں کہ اب آپ نے پردے کا جو concept مجھے سمجھایا ہے تو اب مجھے سمجھ میں آیا ہے کہ اسی میں عورت کی شان ہے۔ پس غیروں کو اسلامی تعلیم کی سمجھ آ رہی ہے۔ اس لئے ہماری عورتوں میں بھی بعض دفعہ پردے کے بارے میں جو complex ہو جاتا ہے وہ نہیں ہونا چاہئے اور ان کا اعتماد بڑھنا چاہئے نہ کہ کسی قسم کی جھینپ یا بناوٹ ہو۔

ایک خاتون اپنے خاوند کے ساتھ آئی تھیں۔ کہتی ہیں کہ آج کی تقریب میں ہر چیز مجھے بہت پسند آئی۔ میں اسلام کے بارے میں بہت زیادہ تجسّس رکھتی تھی اور آج مجھے سمجھ آئی ہے کہ اسلام صرف اچھائی کا ہی نام ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ امام جماعت کی یہ بات پسند آئی کہ ہمیں ایک دوسرے سے مل جل کر امن کے ساتھ رہنا چاہئے کیونکہ ہم سب ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں۔ ان باتوں کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہے۔ موصوفہ کے خاوند نے کہا کہ مجھے بھی بہت تجسس تھا کہ آج آپ کے خلیفہ کس قسم کی باتیں کریں گے لیکن خلیفہ کی تقریر سن کر میں یہی کہوں گا کہ میں ان کی ہر بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ مجھے اب پتا چل گیا ہے کہ مساجد تو امن کے گھر ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جو بھی کہا ہے وہ امن کے متعلق ہی کہا ہے۔ لوگوں کو ایک دوسرے سے ڈرنے کی بجائے ایک دوسرے پر اعتماد کرنا چاہئے۔ کہتے ہیں اب یہ باتیں سن کر میرے اندر اس مسجد کے بارے میں کسی قسم کا کوئی خوف باقی نہیں رہا۔ پھر ایک دوست وہاں آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں میں دہریہ اور مذہب کا مخالف ہوں لیکن آپ کے خلیفہ نے آج یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہر قسم کے لوگوں کے لئے برداشت کا مادہ رکھتے ہیں اور ان کے عمل سے یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام برداشت کا مذہب ہے۔ خلیفہ کا پیغام تھا کہ ہمیں اپنی رنجشیں اور لڑائیاں ختم کر دینی چاہئیں۔ میں اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ خلیفہ نے جو بھی باتیں بیان فرمائیں ان کی آج سخت ضرورت ہے۔

ایک خاتون کہتی ہیں کہ امام جماعت نے جو باتیں کیں ان کی سخت ضرورت تھی۔ آج دنیا تقسیم کا شکار ہے لیکن امام جماعت کا پیغام ایسا تھا جو ہم سب کو متحد کر سکتا ہے۔ صرف مسلمانوں کو ہی خلیفۃ المسیح کی باتیں نہیں سننی چاہئیں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں اور تمام لوگوں کو آپ کی باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ کہتے ہیں کہ اس سارے خطاب کو سن کے میرا اسلام کے بارے میں منفی نظریہ تبدیل ہو گیا اور بالکل مثبت ہو گیا۔

یہاں اخباروں نے بھی خبریں دیں۔ نورڈہورن (Nordhorn) کے ایک مقامی اخبار نے مسجد کی بنیاد کی تفصیلی خبر شائع کی اور یہ لکھا کہ حقیقی مسلمان امن اور محبت اور ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرے۔ میرے خطاب کے حوالے سے باتیں کیں۔ اس کی اشاعت کافی ہے۔ ان اخباروں کے ذریعہ تین لاکھ بیس ہزار کے قریب لوگوں تک پیغام پہنچا۔

پھر مسجد صادق جو یہیں نورڈہورن کی ہے۔ یہاں اس کے علاقے کے ٹی وی نے اس حوالے سے دومنٹ کی خبر دی اس کو بھی کئی ملین لوگ دیکھتے ہیں۔ اخبارات نے خبریں شائع کیں۔ وہاں کے جو مقامی اخبار ہیں ان اخبارات کی مجموعی اشاعت ایک لاکھ ستّر ہزار ہے اور سب سے بڑے روزنامہ بِلڈ (Bild) کے دو علاقائی ایڈیشنوں میں بھی یہ خبر شائع ہوئی اور بنیاد کے حوالے سے پہلے بھی اس میں دو دفعہ خبریں شائع ہوئیں۔ پھر نورڈہورن کی مسجد کی خبر ریڈیو نے بھی دی۔ تو مجموعی طور پر وہاں جو دو مسجدوں کے سنگ بنیاد رکھے گئے ان کی اخباروں میں جو اشاعت ہوئی ہے اس کے مطابق یہ چار لاکھ نوّے ہزار کی اشاعت والے اخبار تھے جن کے ذریعہ سے مسجد کی بنیاد کی یہ خبریں پہنچیں اور اسلام کا پیغام پہنچا۔ اور اس کے علاوہ ٹی وی اور ریڈیو چینلز کی جو تعداد ہے کہتے ہیں کہ ان کو سننے والوں کی تعداد تو کئی ملینز میں ہے۔

جامعہ احمدیہ جرمنی کی پہلی کلاس بھی سات سال پورے کر کے اپنا کورس مکمل کر کے اس دفعہ پاس ہوئی ہے۔ وہاں 16 مربیان، مبلغین تیار ہوئے ہیں اور ان کا سالانہ کانووکیشن بھی تھا۔ اصل مقصد جرمنی جانے کا تو یہی تھا۔ وہاں یہ جامعہ 2008ء میں بیت السبوح کی چھوٹی سی بلڈنگ میں چند کمروں میں شروع ہوا تھا۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے جامعہ کی باقاعدہ عمارت تعمیر کی ہے جس میں ساری سہولیات ہیں۔ کلاس رومز، ہالز، لائبریری، ہاسٹل وغیرہ سارا کچھ ہے اور اچھی خوبصورت بلڈنگز ہیں تو وہاں کانووکیشن تھی، ان کا فنکشن تھا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا رہا۔ اللہ تعالیٰ ان فارغ ہونے والے مربیان کو صحیح رنگ میں خدمت دین کی توفیق بھی عطا فرمائے اور وفا کے ساتھ اپنے وقف کو نبھانے کی توفیق بھی دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’ہماری جماعت کے متعلق اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے ہیں۔ کوئی انسانی عقل یا دور اندیشی یا دنیوی اسباب ان وعدوں تک ہم کو نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی اسباب مہیا کر دے گا تب یہ کام انجام کو پہنچے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 430-431۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’مَیں جانتا ہوں کہ خدا نے اس سلسلے کو قائم کیا ہے اور اس کے فضل سے اس کا نشوونما ہو رہا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس کا نشوونما ہو سکتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی کے لئے چاہتا ہے تو وہ بیج کی طرح ہو جاتی ہے۔ جیسے قبل از وقت بیج کے نشوونما اور اس کے آثار کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اس قوم کی ترقیوں کو بھی محال اور ناممکن سمجھتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 430-431 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) (جس طرح بیج کا نہیں پتا کہ اُگنا ہے کہ نہیں لیکن جب اُگتا ہے تو پھل پھول لاتا ہے اسی طرح فرمایا کہ اس قوم کی ترقیوں کو بھی لوگ پہلے یہی سمجھتے ہیں کہ پتا نہیں ہو گی کہ نہیں ہو گی)۔ پس اللہ تعالیٰ کی تقدیر جب فیصلہ کرتی ہے کہ یہ ہو تو وہ کام ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وعدہ ہے اور یہ اس کی تقدیر ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت نے پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے۔ اور یہی کچھ سلوک اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ ہمیں جماعت کے ساتھ نظر بھی آتا ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے، یہ رپورٹ جو میں نے بیان کی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے کام ہیں۔ کسی کی ذات کا یا چند انتظامیہ کے ممبران کا کمال نہیں ہے۔ اس پروگرام کو اگر کوئی کامیابی ہوئی ہے تو اللہ کے فضل سے ملی ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو سمجھتے ہوئے ہم سے جو کوشش ہو سکتی ہے ہمیں کرنی چاہئے تا کہ ہم بھی اس کا حصہ بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز جمعہ کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم مرزا اظہر احمد صاحب کا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ 14؍ اکتوبر 2015ء کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں میں سے یہ آخری بیٹے حیات تھے جن کی وفات ہو گئی۔ حضرت مصلح موعود کی طرف سے لڑکوں کی یہ نسل جو دوسری نسل تھی ان کی وفات کے بعد یہ دوسری نسل تو اب ختم (ہو گئی ہے)۔ اللہ کرے تیسری نسل اور چوتھی نسل اور آئندہ نسلیں بھی دین پر قائم رہنے والی ہوں۔ 17؍ اکتوبر 1930ء کو یہ قادیان میں حضرت اُمِّ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے قادیان سے حاصل کی۔ وہیں میٹرک کیا۔ پارٹیشن کے بعد آپ نے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔ جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک سال کے لئے آپ نے تحریک جدید میں بطور انچارج مشن کام کیا۔ اس کے بعد آپ کی تقرری 21؍ اکتوبر 1961ء کو صدر انجمن احمدیہ میں بطور نائب افسر خزانہ ہوئی۔ حضرت مصلح موعود نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا کوئی بیٹا جماعت کے مالی معاملات میں بھی معاونت کرے۔ اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ شاید اسی وجہ سے حضرت مصلح موعود نے خزانے میں ان کا تقرر فرمایا تھا۔ ساری زندگی ان کی دفتر خزانہ میں خدمت کرتے ہوئے گزری اور 1992ء میں وہاں سے ریٹائر ہوئے تھے۔ فرقان بٹالین میں بھی ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ خلافت سے بھی بڑا گہرا تعلق تھا۔ اور میرے ماموں تھے لیکن بڑا احترام کا تعلق انہوں نے رکھا۔ پہلے جلسے پر 2003ء میں مَیں نے دیکھا کہ لوگوں کے رَش میں کھڑے تھے اور جب میرے پر ان کی نظر پڑی یا میری ان پر نظر پڑی ہے تو بڑے جذباتی انداز میں انہوں نے ہاتھ ہلایا اور ایک خالص وفا، تعلق اور خلوص ان کے چہرے سے جھلک رہا تھا۔ غریب پروری کرنے والے بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحمت اور شفقت کا سلوک فرمائے۔

1956ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کا نکاح قیصرہ خانم صاحبہ بنت خان سعید احمد خان صاحب سے پڑھا تھا۔ ان کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے تھے۔ ایک داماد ان کے ربوہ میں ہی واقف زندگی ہیں اور ایک داماد ڈاکٹر عرفان یہاں لندن میں بھی رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ تاریخی بات ہے اس لئے مَیں خطبہ میں کچھ حصہ بیان بھی کر دیتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان کے خطبہ نکاح میں فرمایا تھا کہ آج جس نکاح کے اعلان کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں وہ میرے لڑکے مرزا اظہر احمد کا ہے جو خان سعید احمد خان مرحوم کی لڑکی قیصرہ خانم سے قرار پایا ہے۔ قیصرہ خانم پہلے ہی ہماری دوہری رشتہ دار تھیں لیکن اب اس نکاح کی وجہ سے ان کا ہم سے تہرہ رشتہ ہو گیا ہے۔ ان کا ایک رشتہ تو یہ ہے کہ وہ کرنل اوصاف علی خان کی پوتی ہیں اور کرنل اوصاف علی خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب کے بہنوئی اور خالہ زاد بھائی تھے۔ گویا یہ اس شخص کے بہنوئی کی پوتی ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی لڑکی کا رشتہ دیا بلکہ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے میں ان کے بیٹے کو آپ کی دوسری لڑکی کا رشتہ دے دیا گیا۔ دوسرا رشتہ جس کی بنا خدا تعالیٰ کے ایک الہام پر ہے یہ ہے کہ یہ خان محمد خان صاحب کپورتھلوی کے بیٹے عبدالمجید خان صاحب کی نواسی ہیں اور خان محمد خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت پرانے صحابی تھے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ افسوس ہے کہ ہماری جماعت اپنی تاریخ کے یاد رکھنے میں نہایت سست واقع ہوئی ہے۔ شاید ہی کوئی اور قوم ایسی ہو جو اپنی تاریخ کو یاد رکھنے میں اتنی سست ہو جتنی ہماری جماعت ہے۔ عیسائیوں کو لے لو انہوں نے اپنی تاریخ کے یاد رکھنے میں اتنی سستی سے کام نہیں لیا اور مسلمانوں نے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم

کے حالات کو اس تفصیل سے بیان کیا ہے کہ اس موضوع پر بعض کتابیں کئی کئی ہزار صفحات پر مشتمل ہیں لیکن ہماری جماعت باوجود اس کے کہ ایک علمی زمانے میں پیدا ہوئی ہے اپنی تاریخ کے یاد رکھنے میں سخت غفلت سے کام لے رہی ہے۔ پس اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ لوگوں کو توجہ دینی چاہئے۔ پہلے بھی توجہ دلائی ہوئی ہے کہ اپنی تاریخ کو، اپنی خاندانی تاریخ کو یاد رکھنے کی کوشش کریں اور جو صحابہ ہیں ان کا ذکر ہونا چاہئے۔ ان کے بارے میں لکھا جانا چاہئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا ہے کہ خان محمد خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی تھے اور آپ سلسلے سے اتنی محبت رکھتے تھے کہ جب وہ یکم جنوری 1904ء کو فوت ہوئے تو دوسرے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے اور فرمایا آج مجھے الہام ہوا ہے کہ اہل بیت میں سے کسی شخص کی وفات ہوئی ہے۔ حاضرین مجلس نے کہا کہ حضور کے اہل بیت تو خدا تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ پھر یہ الہام کس شخص کے متعلق ہے؟ آپ نے فرمایا خان محمد خان صاحب کپورتھلوی کل فوت ہو گئے ہیں اور یہ الہام مجھے انہی کے متعلق ہوا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے الہام میں انہیں اہل بیت میں سے قرار دیا ہے۔ پھر ان کے متعلق یہ الہام بھی ہوا کہ اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جائے گا۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ان کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعزیت کرنا اور یہ کہنا کہ اہل بیت میں سے کسی شخص کی وفات ہوئی ہے بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روحانی رنگ میں اہل بیت میں ہی شامل تھے۔ پس قیصرہ خانم کا ہم سے یہ دوسرا رشتہ ہے کہ وہ اس شخص کے ایک بیٹے کی نواسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل بیت میں سے قرار دیا ہے۔

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 677-678)

اس کی تاریخی حیثیت کی وجہ سے ہی مجھے خیال آیا اور مَیں نے یہ کچھ حصہ بیان کیا ہے۔ ان کی اہلیہ کی چند سال پہلے وفات ہوئی تھی۔ اس میں بھی مَیں نے بیان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔

☆......☆......☆

بقیہ رپورٹ دورۂ ہالینڈ از صفحہ نمبر 2

(از صفحہ نمبر 2)

سفیر احمد صدیقی صاحب مبلغ ہالینڈ، مکرم اظہر علی نعیم صاحب صدر مجلس انصاراللہ، مکرم عطاء القیوم عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ، مکرمہ عابدہ احسن چوہدری صاحبہ صدر لجنہ عزیزہ رؤیۃ النور واقفہ نَو، عزیزم رضوان ملہی واقف نو، مکرم مظفر حسین صاحب جنرل سیکرٹری جماعت ہالینڈ، مکرم حنیف ہیندرکس صاحب سیکرٹری جائداد جماعت احمدیہ ہالینڈ، مکرم عبدالباسط صاحب چیئرمین فنڈ ریزنگ کمیٹی ''ہالینڈ مسجد فنڈ''، مکرم عثمان بدولہ صاحب ریجنل امیر ایمسٹرڈم ریجن، مکرم محبوب الٰہی رانجھا صاحب صدر جماعت المیر ے، مکرم فرحان علی بخش صاحب آرکیٹیکٹ مسجد بیت العافیت، مسز فراد کے دی یونگ، پروجیکٹ مینجر المیر ے پورٹ، پروجیکٹ مینجر المیر ے پورٹ مقامی۔

سنگ بنیاد کی تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کچھ دیر کے لئے یہاں تشریف فرما رہے۔ خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز لجنہ کی مارکی سے باہر تشریف لائے تو بچے ایک طرف کھڑے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تمام بچوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز مردانہ مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مقامی جماعت نے تمام مہمانوں کے لئے ڈنر کا انتظام کیا ہوا تھا۔ تمام مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی معیّت میں کھانا کھایا۔ کھانے کے پروگرام کے بعد مہمانان کرام باری باری سٹیج پر آ کر حضور انور سے ملاقات کی سعادت پاتے رہے۔ حضور انور ازراہ شفقت مہمانوں سے گفتگو فرماتے۔ مہمان حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پاتے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مہمانوں کو تحائف بھی عطا فرمائے۔ المیر ے شہر کی پولیس کے بعض آفیسرز بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے آخر پر حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

بعد ازاں چھ بج کر 45 منٹ پر یہاں سے واپس Nunspeet کے لئے روانگی ہوئی۔ ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی Nunspeet تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے آٹھ بجے بیت النور میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ نے حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت سے درج ذیل ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اس دوران تشریف فرما رہے۔

عزیزہ نصیرہ عفّت صاحبہ بنت مکرم کوثر احمد صاحب آف ہالینڈ کا نکاح مکرم بخاری ٹومی کالوں صاحب مقیم لندن (یوکے) کے ساتھ طے پایا۔

نکاح کے اعلان کے بعد آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

مہمانوں کے تأثرات

مسجد بیت العافیت المیر ے کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے جو خطاب فرمایا اس کا مہمانوں پر گہرا اثر ہوا اور بعض مہمانوں نے برملا اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔

❁...... المیر ے کے میئر Mr. F. Huis نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں نے اس سے پہلے اپنی زندگی میں ایسی شخصیت نہیں دیکھی جس کی باتوں کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ حضور انور کا پیغام المیر ے میں ایک پُرامن فضا قائم کرنے کے لئے ایک نہایت ہی اثر انگیز پیغام ہے اور ہم سب کو مل کر اس کو عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خلیفۃ المسیح نے جس طرح سے امن کا پیغام دیا ہے وہ یقین رکھتے ہیں کہ اس مسجد کے ذریعہ سے یہ پیغام ضرور پھیلے گا۔

❁......المیر ے کے ایک کونسلر Dr. Nico. Van Duijn (نیکو فان داؤن) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح نے اپنے خطاب میں جماعت کے لوگوں کو جس طرح اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ امن کا پیغام پھیلانے کی ہدایت فرمائی ہے اس سے المیر ے میں انٹیگریشن کے عمل کو تقویت ملے گی۔ موصوف نے کہا کہ اس سے اچھا پروگرام مَیں نے زندگی میں نہیں دیکھا۔

❁......لوکل کونسل کے ایک ممبر Rob Van Dijk صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ آئندہ آنے والا وقت آپ کے خلیفہ اور جماعت کا ہے۔

❁...... یہودی کمیونٹی کے سربراہ Mr. Harry Knot (ہاری کنوت) نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ انہیں خلیفۃ المسیح کو اتنے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ حضور کی تقریر تمام مکاتب فکر کے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

❁...... یونیورسل پیس فیڈریشن کے Mr. Hans Campman اور ان کے ایک ساتھی Wim Koetsier نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے آج خلیفۃ المسیح کو پہلی دفعہ دیکھا ہے۔ امن کے قیام کے حوالے سے خلیفہ کا خطاب نہایت اہم تھا۔ اور ہمارے مذہب کے عین مطابق تھا۔ آپ کی اور ہماری منزل اس حوالہ سے ایک ہی ہے۔

❁......لوکل کونسل کے ایک ممبر Asjen Van Dijk نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں آپ کے خلیفہ کے خطاب سے بہت متأثر ہوا ہوں اور آئندہ بھی آپ لوگوں کے پروگراموں میں آنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کے خلیفہ موجودہ دَور میں انسانیت کے علمبردار ہیں۔

❁...... ایک سیاسی جماعت لبرل کے ایک لیڈر Dhr Mark Wigger نے کہا کہ خلیفۃ المسیح کو دیکھ کر لگتا ہے کہ مستقبل میں آپ کی جماعت ہی اس دنیا میں امن کی ضمانت ہے۔

❁......جس علاقہ میں ہماری مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ اس علاقہ کے پولیس کے انچارج Dhr. Pieter Roeters نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں آج کے پروگرام کے انتظامات کو دیکھ کر بہت متأثر ہوا ہوں۔ مَیں حیران ہوں کہ آپ نے اتنا اچھا پروگرام کس طرح کر لیا ہے۔ مَیں نے پہلے کبھی ایسا اعلیٰ آرگنائزڈ پروگرام نہیں دیکھا۔

❁......محترمہ Jessica Kips صاحبہ ایک سیاسی پارٹی کی سابقہ ممبر کونسل ہیں۔ حضور انور کا خطاب سن کر کہنے لگیں کہ اسلام کے خلیفۃ المسیح جو بات کرتے ہیں سیدھی دل کو لگتی ہے، حالانکہ مَیں مسلمان نہیں ہوں لیکن جو سچی بات ہے اس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

❁......ایک ترک مسلمان خاتون Mw Laila صاحبہ نے کہا کہ خدا کرے کہ یہ مسجد جلد مکمل ہو اور ہم یہاں آکر نماز ادا کریں۔ اس سے پہلے ہم مراکو کی مسجد میں جاتی ہیں لیکن وہ شرک سے بھرپور ہے۔ خلیفہ کو دیکھ کر اور ان کی تقریر سُن کر لگتا ہے کہ اس وقت اس پُرآشوب زمانہ میں صرف یہی واحد وجود ہے جو خدا کی طرف بلانے والا ہے۔

❁...... اسی روز شام کو نیشنل مسلم ریڈیو "Moslimomroep" نے ساڑھے چار منٹ کی رپورٹ المیر ے مسجد کی تعمیر کے پروگرام کے بارہ میں نشر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد ثانی کے بارہ میں بتایا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں بتایا گیا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ہیں اور المیر ے میں مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے تشریف لائے ہیں۔ حضور انور کے خطاب کے کچھ حصے بھی سنائے گئے۔

....

8/اکتوبر 2015ء بروز جمعرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بج کر 45 منٹ پر بیت النور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر میں تشریف لائے اور دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بجے بیت النور میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق چھ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

انفرادی اور فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق آج 40 فیملیز اور 9 افراد نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح مجموعی طور پر 163 احباب نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ان سبھی فیملیز اور احباب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور یدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز اور احباب Den Haag, Eindhoven, Zottermer, Den Bosch, Nunspeet اور Zwolle سے آئی تھیں۔ ان میں سے بہت سی فیملیز ایسی تھیں جو اپنی زندگیوں میں پہلی مرتبہ اپنے پیارے آقا کے دیدار سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔ اور آج کا دن ان کی زندگی میں نہایت مبارک اور برکتوں اور اللہ کے فضلوں سے بھرپور دن تھا۔ اس دن کو اور پیارے آقا سے ملاقات کے ان لمحات کو یہ فیملیز اور ان کے بچے ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ پیارے آقا سے قرب کی چند گھڑیاں ان کی ساری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ انسان کی زندگی میں چند لمحات ایسے

آجاتے ہیں جواُس کی کایا پلٹ دیتے ہیں۔ پیارے آقا سے، خلیفۃ المسیح سے قرب کے یہ چند لمحات، یقیناً ایسے ہی لمحات ہیں جوایک انسان کا دین بھی سنوار جاتے ہیں اوراس کی دنیا بھی سنوار جاتے ہیں اور ایک نئی زندگی عطا کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم سب ان لمحات کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ اسی میں ہی ہمارے لئے خیر و برکت ہے اور ہم اللہ کے فضل سے ہمیشہ بامراد رہیں گے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر تیس منٹ پر ختم ہوا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

میڈیا میں تذکرہ

ہالینڈ کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں، لوکل اور نیشنل اخبارات میں، ریڈیوز اور TV چینلز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہالینڈ میں آمد اور پارلیمنٹ میں حضور انور کے خطاب اور المیرے میں مسجد کے سنگ بنیاد اور دیگر پروگراموں کے حوالہ سے مسلسل خبریں نشر اور شائع ہورہی ہیں۔

❁......ہالینڈ کے ایک لوکل اخبار "Veluweland" نے اپنی 6 اکتوبر 2015ء کی اشاعت میں لکھا:

’’اسلامی لیڈر نن سپیٹ میں آیا ہے

نن سپیٹ میں احمدیہ جماعت کے اسلامی سرپرستِ اعلیٰ تشریف لائے ہیں۔ یہ بیت النور میں رہیں گے۔ Mayor Dick Van Hemmen نے ان کا ہفتہ کے روز استقبال کیا۔ یہ آج House of Representatives میں خطاب فرمائیں گے۔ یہ اپنے خطاب میں اسلام کے متعلق غلط نظریات دُور کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے اس سے قبل بھی دیگر Parliaments میں خطاب فرمایا ہے۔‘‘

❁......ہالینڈ کے نیشنل اخبار "Reformatorische Dagblad" نے اپنی 7/اکتوبر 2015ء کی اشاعت میں درج ذیل عنوان کے ساتھ خبر شائع کی:

’’یہ خلیفہ House of Representatives میں آسکتا ہے

ایک خلیفہ کا ہالینڈ میں آنا؟ یہ لفظ بعض لوگوں کو ڈرانے کے لئے کافی ہے۔ پھر بھی ایک خلیفہ نے کل House of Representatives میں خطاب فرمایا۔ اوران کا پیغام امن کا تھا۔

جب انسان لفظ خلیفہ کے متعلق سوچے تو فوری طور پر داعش ذہن میں آتا ہے اور ابوبکر البغدادی جو کہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ مانتا ہے۔ خلیفہ کا لفظی مطلب جانشین ہے۔ الغرض البغدادی اپنے آپ کو نبی کریمؐ کا جانشین سمجھتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ بھی ایک اَور خلیفہ ہیں جو کہ خلیفۃ المسیح ہیں۔ یعنی مرزا مسرور احمد۔ یہ احمدی مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔

مسلمانوں کی اکثریت دونوں کو نہیں مانتی مگر دونوں کا آپس میں کچھ common نہیں ہے۔ داعش کے خلیفہ کو پارلیمنٹ میں پوری عزت و وقار کے ساتھ کبھی بھی نہیں بلایا جائے گا مگر جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو پارلیمنٹ بخوشی دعوت دیتی ہے۔

کل انہوں نے پارلیمنٹ میں امور خارجہ کی کمیٹی کو مخاطب فرمایا جس دوران ان پر آزادئ ضمیر کے متعلق تنقیدی سوالات بھی کئے گئے۔ آج انہوں نے المیرے میں ایک نئی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا ہے۔ اس جماعت کی ایک اَور مسجد The Hague میں ہے اور ایک کمیونٹی سینٹر نن سپیٹ میں ہے۔

خلیفہ کا کہنا ہے کہ البغدادی کے کام اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں نیز قرآن اور حدیث بھی بالکل اس کے عمل

کی تردید کرتے ہیں۔ جب یہ سوال کیا جائے کہ یہ تشدّد کے جرائم قرآن کے نام پر کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً جواب دیتے ہیں کہ ان آیات کا غلط استعمال کیا جاتا ہے۔

خلیفہ کا کہنا ہے کہ دنیا تیسری جنگ عظیم کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ کیونکہ اب Russia اور America بھی اس تنازع میں ملوّث ہیں اور دونوں فریقین الگ الگ اسلامی گروپس کی مدد کررہے ہیں جو پھر آپس میں لڑرہے ہیں۔‘‘

....

9/اکتوبر 2015ء بروز جمعۃ المبارک (حصّہ اوّل)

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر 45 منٹ پر بیت النور تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ ہالینڈ کی تمام جماعتوں سے احباب جماعت صبح سے ہی بیت النور پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت پائیں۔ ہالینڈ کی جماعتوں کے علاوہ ہمسایہ ممالک بیلجیم اور جرمنی سے بھی احباب جماعت اور فیملیز اپنے آقا کی اقتدا میں جمعہ ادا کرنے کے لئے بڑے لمبے سفر کر کے ہالینڈ پہنچیں تھیں۔ جرمنی کے شہروں فرینکفرٹ سے آنے والے ساڑھے چار صد کلومیٹر اور ہمبرگ سے آنے والے احباب پانچصد کلومیٹر کا لمبا سفر طے کر کے صرف جمعہ پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ جمعہ کی ادائیگی کے بعد اتنا ہی طویل سفر طے کر کے واپس گئے تھے۔ احباب جماعت کی بڑی تعداد کے پیش نظر بیت النور کے احاطہ میں مارکیز لگائی گئی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بجے بیت النور میں تشریف لاکر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے تو ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھنا اور خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا اس پر فرض ہے کیونکہ یہی بیعت کرتے ہوئے عہد کیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرائط بیعت میں سے ایک شرط کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کی خلافت سے محض لِلّٰہ عقدِ اخوّت، طاعت در معروف اور محبت اور اخلاص میں بے نظیر تعلق قائم کرنے کی تاکیدی نصیحت فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ معروف اطاعت کا مطلب ہے کہ محبت و اخلاص کو انتہا پر پہنچا کر کامل اطاعت کرنا اور کامل اطاعت صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے جب جس کی اطاعت کی جارہی ہے اس کے ہر حکم کی تلاش اور جستجو بھی ہو۔ پس ہم پر فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے جو توقعات رکھی ہیں، جو حکم دیئے ہیں ان کو تلاش کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں ورنہ تو صرف دعویٰ ہوگا کہ ہم ہر بات مانتے ہیں۔ پس احمدی ہونے کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اپنے علم میں اضافہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جس تعلق کو قائم کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بڑھایا جائے اور خالص ہو کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو جو نصائح فرمائی ہیں، جماعت کے افراد سے جو توقعات رکھی ہیں وہ آپ کی مختلف کتب اور ارشادات میں موجود ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت کو ہم میں قائم کیا اور خلافت کے نظام نے بھی اُسی کام کو آگے بڑھانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد کیا تھا۔ اس حوالے سے خلافت کے ساتھ بھی اخلاص اور اطاعت کے تعلق کو جوڑ کر ہم اپنی منزلوں کی طرف سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا سچے مسلمان کا نمونہ بننا اور اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے المیرا (ہالینڈ) میں مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر افراد جماعت کو

کی گئی نصائح کے حوالہ سے اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی طرف خصوصی توجہ کی تاکید فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر ایک کو ضرورت ہے کہ ایم ٹی اے سے اپنا تعلق جوڑیں تا کہ اس اکائی کا حصہ بن سکیں۔ ہر ہفتہ کم ازکم خطبہ سننے کی طرف خاص توجہ دیں۔ ہر گھر اپنے گھروں کے جائزے لے کہ کیا گھر کے ہر فرد نے یہ سنا ہے یا نہیں۔ اگر کسی وجہ سے لائیو نہیں بھی سن سکتے تو ریکارڈنگ سنی جاسکتی ہے۔ انٹرنیٹ پر یہ پروگرام موجود ہے۔ اور خاص طور پر اس میں خطبات اور بہت سارے اَور بھی خاص خاص پروگرام ہوتے ہیں۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم حافظ محمد اقبال وڑائچ صاحب مربیٔ سلسلہ کا ذکرِ خیر فرمایا جن کی ایک حادثہ میں وفات ہوئی تھی۔ (اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل 30/اکتوبر 2015ء کی اشاعت میں شائع ہوچکا ہے)

حضور انور ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم حافظ محمد اقبال وڑائچ صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ مرحوم دو اکتوبر 2015ء کو ایک حادثہ میں 49 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں مرحوم کا ذکر خیر فرمایا تھا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اخبار "De Correspondent" کے جرنلسٹ کو انٹرویو

پروگرام کے مطابق پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ اخبار "De Correspondent" کے جرنلسٹ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

❁......جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ آپ امن پسند اسلام کی اس علاقہ میں کس طرح تبلیغ کرتے ہیں جبکہ جو دوسرے مسلمان گروپس ہیں وہ قرآن کریم کی آیات کی شدّت پسندی والی تشریح کیوں کرتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ صرف یہ بات نہیں ہے کہ ہم آج امن کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ہم گزشتہ 125 سال سے اسلام کی حقیقی تعلیم، امن و سلامتی کی تعلیم پہنچا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح و مہدی علیہ السلام آئے اور آپ نے 1889ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ اب اس زمانے میں تلوار کا جہاد نہیں ہے۔

حضورانور نے فرمایا: پس آج تلوار کا جہاد نہیں ہے۔ آج اسلام کے مخالفین تلوار سے حملہ نہیں کر رہے تھے بلکہ عیسائی پادری تبلیغ کر رہے تھے اور عیسائیت کا پیغام تبلیغ کر کے پہنچا رہے تھے اور اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ جس طریق سے حملہ ہو اسی طریق سے جواب دیا جائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ آج اسلام پر حملہ قلم سے ہو رہا ہے تو اس کا جواب قلم سے دیا جانا چاہئے۔ آج قلم کا جہاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قلم سے ہی عیسائیوں کی تبلیغ اور ان کے پیغام کی اشاعت کا جواب دیا۔

حضورانور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مکّہ میں رہے۔ لیکن آپ نے اپنے خلاف ہونے والے مظالم کے جواب میں کوئی دفاع نہیں کیا۔ پھر آپؐ نے مدینہ ہجرت کی۔ وہاں سال ڈیڑھ سال بعد مکّہ سے مخالفین کی فوج نے آپ کے خلاف حملہ کیا تو تب آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنا دفاع کرنے کی اجازت ملی۔ اور اللہ تعالیٰ نے دفاع کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ دفاع کرنے کی اجازت نہ دی جاتی تو پھر نہ چرچ محفوظ رہتے، نہ یہودیوں کے معابد محفوظ رہتے اور نہ مساجد محفوظ ہوتیں اور نہ مندر اور دوسری عبادتگاہیں محفوظ رہتیں۔

حضورانور نے فرمایا: پس یہ دفاع کی اجازت اس غرض سے دی گئی ہے تا کہ تمام مذاہب کی حفاظت ہو اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا: ہم ایک چھوٹے جہاد سے ایک بڑے جہاد کی طرف واپس آئے ہیں۔ تبلیغ کے جہاد کی طرف، اسلام کا پیغام پہنچانے کے جہاد کی طرف واپس آئے ہیں۔ پس آج اصل جہاد یہ ہے کہ اپنے نفوس کو پاک کرو اور اسلام کا اصل اور حقیقی تعلیم کا پیغام دوسروں تک پہنچاؤ۔ تبلیغ اسلام کرو۔ آج تلوار کا جہاد نہیں ہے کیونکہ مخالف اس ہتھیار سے اسلام پر حملہ آور نہیں ہے۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ عراق میں 2003ء میں جو جنگ ہوئی ہے کیا وہ اسلام کے خلاف جنگ تھی۔

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ عراق میں امریکن اس لئے نہیں آئے تھے کہ اسلام کو ختم کریں۔ اگر ان کی یہ نیّت ہوتی تو کوئی مسلمان نہ بچتا۔ لیکن جب یہ جنگ کے بعد عراق سے واپس آئے تو ملک کو مسلمان لیڈرشپ کے سپرد کیا۔ اس لئے یہ مذہبی جنگ نہیں تھی یہ ایک Geo Political جنگ تھی۔ آج اس دور میں اسلام مذہب کے خلاف جنگ نہیں ہے۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ داعش، یزیدیوں کو قتل کر رہے ہیں اور اسلام کی پرانی تاریخ کے Monuments گرا رہے ہیں۔ یہ جو سب لڑائیاں اور قتل و غارت ہو رہا ہے ان میں کوئی بھی مذہبی جنگ نہیں ہے۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ یہ لوگ قرآن کریم کی آیات کی غلط تشریح کرتے ہیں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: یہ لوگ قرآن کریم کی اپنی تشریح کرتے ہیں اور جہاد کی مختلف تشریح کرتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا: جہاد کے معنی ہیں کہ کسی اچھی چیز کے حصول کے لئے کوشش کرنا۔ قرآن کریم میں چند آیات میں تلوار کے جہاد کی اجازت ہے اور یہ اجازت بعض شرائط کے ساتھ اور بعض خاص اصولوں کے ساتھ ہے۔ مثلاً قیدی پکڑے جائیں تو ان کو جلد آزاد کرو، جنگ میں مذہبی لیڈروں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نہ مارو، مذاہب کی عبادتگاہوں کو نہ گراؤ۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ یہ لوگ جو جہاد کی غلط تشریح کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ لوگ اسلام کی تعلیمات کو بھلا دیں گے۔ جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مسیح موعود اور امام مہدیؑ کو مبعوث فرمائے گا اور وہ آ کر لوگوں کو حقیقی اسلامی تعلیم سے آگاہ کرے گا۔ پس آپ نے جہاد کی غلط تشریحات کی اصلاح کی۔

حضورانور نے فرمایا: جو دوسرے پرانے سکالرز ہیں انہوں نے بھی قرآن کریم کی تشریحات ایک امن پسند تعلیم کے طور پر کی ہیں اور جو صحیح ہیں۔ آجکل جو دہشتگردی ہو رہی ہے یہ لوگ جہاد والی آیات کی تشریحات اپنے مفاد کے لئے کر رہے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا: عربی زبان بڑی وسیع زبان ہے اور اس کے مختلف معانی ہیں۔ جو صحیح اور درست معانی ہیں وہ سیاق و سباق دیکھ کر کئے جاتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا: قرآن کریم کی چند آیات ہیں جن کی غلط تشریح کی گئی ہے باقی ہمارے اور غیروں کے تراجم میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارا ترجمہ آپ پڑھ سکتے ہیں۔ آپ دوسرے علماء کو دکھائیں بغیر بتائے کہ یہ جماعت احمدیہ کا ترجمہ ہے تو وہ کہیں گے کہ یہ بڑا اچھا ترجمہ ہے۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ شدّت پسندی پیدا کرنے کی کوئی خاص وجوہات ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ بعض Geo Political وجوہات ہیں۔ امریکہ کے عراق پر حملہ سے حالات بگڑنے شروع ہوئے۔ پھر اس کے بعد سیریا میں علویوں اور سنیوں کی لڑائی ہے۔ اس سے مسلمان ممالک کے حالات مزید بگڑے۔ سیریا میں بڑی تعداد سنّیوں کی ہے۔ پھر بڑی طاقتوں کی ان ممالک میں مداخلت ہوئی۔ اور مختلف گروپس کو ہتھیار سپلائی کئے گئے اور اب یہ صورتحال ان کے کنٹرول سے باہر ہو گئی ہے اور اب ان گروپس نے دنیا کے مختلف ممالک سے بہت سارے لوگ اپنے ساتھ جمع کر لئے ہیں جس سے صورتحال مزید بگڑی ہے۔

❁...... اس پر جرنلسٹ نے کہا کہ آپ کا مطلب ہے کہ سب کچھ سیاست کی وجہ سے ہے، مذہب کی وجہ سے نہیں ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ جو بھی لڑائی ہے ان کے اپنے سیاسی مفادات کی وجہ سے ہے۔ اب ان دہشتگرد گروپوں کی انکم آئل سے ہو رہی ہے۔ حکومت نے بڑی طاقتوں نے اس پر کیوں پابندی نہیں لگائی۔ یہ آئل کوئی کار بُوٹ (Car Boot) میں تو نہیں جاتا۔ بڑے بڑے کنٹینرز میں جاتا ہے اور بڑے بڑے بحری جہاز جاتے ہیں۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ کس طرح ایکسپورٹ کر رہے ہیں اور کس طرح رقم حاصل کر رہے ہیں۔ ان پر پابندی کیوں نہیں لگائی جا سکتی۔

❁...... جرنلسٹ نے کہا: تو آپ سمجھتے ہیں کہ Islamic Rule کا سب سے بڑا مسئلہ جیو پولیٹیکل ہی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بالکل اور جب بھی انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اس کو ہم نے ہر حال میں روکنا ہے اور اس کے خلاف کارروائی کرنی ہے تو یہ جنگ رُک سکتی ہے۔

نیز فرمایا: اگر ان کی سپلائی لائن ختم کر دیں۔ ان کی فنڈنگ روک دیں، ان کی آئل ایکسپورٹ ختم کر دیں تو پھر سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اُن کے پاس اسلحہ کی کوئی فیکٹری تو نہیں ہے۔ یہ لوگ آہستہ آہستہ خالی ہاتھ ہو جائیں گے۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ اگر آپ کو مسلمان لیڈرز کو نصیحت کرنے کا موقع ملے تو آپ کیا نصیحت کریں گے؟

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ جو مسلمان دنیا ہے وہ ہم کو پسند نہیں کرتی۔ میں نے سعودی عرب کے بادشاہ کو جو موجودہ بادشاہ سے پہلے تھا خط لکھا تھا۔ ایران کے سپریم لیڈر کو بھی خط لکھا تھا اور اسی طرح دوسری بڑی حکومتوں کے صدران اور وزرائے اعظم کو بھی خطوط لکھے تھے اور ان سب کو سمجھایا تھا کہ عقل سے کام لو۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ اگر آپ سعودی عرب کی اصلاح کر سکیں تو آپ کو کیسا لگے گا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: سعودی عرب میں بھی انتہا پسند ہیں۔ وہابی ہیں اور سلفی ہیں۔ سلفی لوگ بہت زیادہ سخت اور انتہاء پسند ہیں۔ وہاں کے علماء نے لوگوں کا برین واش کیا ہوا ہے۔ جب تک حکومت کی طرف سے علماء پر سختی نہ ہو تو ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اگر حکومت کافی مضبوط اور طاقتور ہو اور ان علماء پر کنٹرول کر سکے تو وہ پھر زیر زمین چلے جائیں گے یا پھر Low Profile ہو جائیں گے۔ ان کا اثر عوام پر کم ہو جائے گا۔ اب وہاں کے یہ حالات ہیں کہ ان کے اپنے لوگ بھی ان سے تنگ پڑ چکے ہیں۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا ملک سعودی عرب سیکولر ملک بن سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا: سعودی عرب سیکولر سٹیٹ نہیں ہو سکتا۔ وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا مرکز ہے وہاں پر مسلمانوں کے مرکز مکّہ اور مدینہ ہیں۔ ہر آدمی وہاں جا سکتا ہے۔ اسے وہاں جانے میں کوئی روک نہیں سوائے اُس شخص کے جو بتوں کی پرستش کرنے والا ہو۔ مشرک وہاں نہیں جا سکتا۔ باقی ہر شخص وہاں پر بلا کسی روک کے جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سعودی عرب تو ان مقدس مقامات کا کسٹوڈین ہے، والی ہے۔ اگر یہ فیصلہ کر لے سیکولر حکومت کا، تو پھر مکّہ اور مقدس مقامات کے والی ہونے کی پوزیشن تبدیل ہو سکتی ہے۔ فرمایا: رعایا اس حکومت سے تنگ ہے، وہ تبدیلی چاہتے ہیں لیکن کچھ کر نہیں سکتے، کون آگے آئے اور یہ کام کر لے۔

ان کی مثال اس طرح ہے کہ چوہوں نے پروگرام بنایا کہ بلّی ہم پر حملہ کرتی ہے اور ہمیں کھا جاتی ہے۔ بلّی کے حملہ سے بچنے کے لئے یہ ترکیب کی جائے کہ بلّی کے گلے میں ایک گھنٹی باندھی جائے تو پھر جب بھی بلّی ہماری طرف آئے گی تو گھنٹی بجے گی اور ہم آواز سن کر بھاگ جائیں گے۔ ترکیب تو بنا لی لیکن اب سوال پیدا ہوا کہ بلّی کے گلے میں یہ گھنٹی کون باندھے گا۔ تو یہی حال یہاں ہے۔ پلاننگ تو کرتے ہیں۔ منصوبے بناتے ہیں لیکن بات یہاں آ کر ختم ہو جاتی ہے کہ ان منصوبوں پر عمل کیسے ہو۔

❁...... جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ پھر آپ کی بات کوئی نہیں سنتا؟

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ ہم مایوس نہیں ہیں۔ ہم ہمت نہیں ہاریں گے۔ اگر یہ لوگ نہیں تو ان کی نسلیں اسلام قبول کریں گی اور ان کے رویّے تبدیل ہوں گے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ ہماری جنریشن میں ایسا ہو۔ اگر ہماری جنریشن میں نہیں تو انشاء اللہ آئندہ جنریشن میں ہوگا اور لوگ حقیقی اسلام قبول کریں گے۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تیونس میں کامیابی ہوئی ہے۔ وہاں کی حکومت اب اچھے رنگ میں اپنے ملک کو سنبھال رہی ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا: تیونس نے انتہاء پسندی کے خلاف سخت ردّعمل دکھایا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ Law and Order situation کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود IS اور داعش تیونس جا رہے ہیں۔ دو تین ماہ قبل تیونس کے ساحلی علاقے میں ایک بڑا حملہ ہوا تھا۔

❁...... اس پر جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کس ملک کے بارہ میں امید ہے کہ وہ ان حالات سے محفوظ ہو؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: مراکش کی پوزیشن اس وقت اچھی ہے۔ اس ملک میں زیادہ انتہاء پسند گروپس نہیں ہیں اور جو ہیں حکومت ان کے ساتھ سختی کر کے روک رہی ہے اور یہی بہتر حل ہے۔

حضورانور نے فرمایا: اب دہشتگردی دوسرے ممالک میں بڑھتی جا رہی ہے اس لئے اب روکنا مشکل ہے۔

حضورانور نے فرمایا: امریکن آرمی نے حکومت سیریا سے لڑنے کے لئے رائبلز کو ٹرینڈ کیا۔ جب یہ لوگ تیار ہو گئے تو اپنے اپنے اسلحہ کے ساتھ ایک دوسرے شدّت پسند گروپ النصرہ (Al-Nusra) میں شامل ہو گئے۔ امریکہ کو اپنی اس پالیسی سے کیا حاصل ہوا یہ غلط پالیسی تھی۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ کا مطلب ہے کہ سیرین صدر بشار الاسد کی مدد کریں؟

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا: اگر IS کو روکنا ہے تو پھر بھرپور حکمت عملی ہونی چاہئے اور سیرین حکومت سے تعاون کرنا ہوگا۔ سیرین صدر اسد نے کہا تھا کہ تم صدام (عراقی صدر) کی طرح مجھے ہٹا نہیں سکتے اور اب تک اس کی یہ بات صحیح ثابت ہوئی ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ آپ کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ بڑا دشمن کون ہے۔ اسد ہے یا IS ہے۔ دنیا کا امن کون تباہ کر رہا ہے اسد کر رہا ہے یا IS کر رہی ہے۔ پس جو بڑا دشمن ہے جس سے زیادہ خطرہ ہے کہ وہ امن تباہ کرے گا اس کو ختم کرنا چاہئے۔ ہمیں سب ان حکومتوں اور تنظیموں کی حمایت کرنی چاہئے جو بڑے دشمن کے خلاف ہیں۔

❁...... جرنلسٹ نے آخری سوال یہ کیا کہ کیا آپ کو امید ہے کہ مڈل ایسٹ میں امن آئے گا؟

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا: اگر امن قائم نہ ہوا تو پھر بڑی جنگ ہو گی اور بڑے زیادہ ممالک اس جنگ میں شامل ہو جائیں گے اور اس بڑی جنگ کے بعد دنیا کو سمجھ آئے گی کہ خدا تعالیٰ کی طرف لوٹیں۔ اور جب یہ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف لوٹیں گے تو جماعت احمدیہ کی طرف ان کی توجہ پیدا ہو گی اور پھر جماعت تیزی سے پھیلے گی۔

حضورانور نے فرمایا اگر یہ اپنی غلطیوں کو تسلیم کریں اور حالات کو سمجھیں تو پھر جنگ سے بچ سکتے ہیں۔ دنیا اس بارہ میں سوچے کہ ہم کس تباہی کی طرف جا رہے ہیں اور اس بات کو Realise کرے تو تباہی سے بچ سکتی ہے۔ لیکن مجھے ایسا ہوتا نظر نہیں آتا۔

یہ انٹرویو ساڑھے پانچ بجے ختم ہوا۔ آخر پر جرنلسٹ نے حضورانور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

....

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتر میں تشریف فرما رہے اور دفتری ڈاک اور رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

..............................(باقی آئندہ)

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 21

نمازوں کو سنوار کر ادا کرنے کے لئے بعض بنیادی تقاضے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور فرمودات میں نمازوں کو سنوار کر ادا کرنے کی بہت تاکید موجود ہے۔ آپ کے بعد خلفائے مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے خطبات و خطابات اور تحریرات و فرمودات میں مسلسل اس بات پر زور دیا کہ نہ صرف پنجوقتہ نمازوں کا التزام کیا جائے بلکہ انہیں سنوار کر، دلی محبت اور خلوص اور سوز وگداز کے ساتھ ادا کیا جائے۔

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 14/اپریل 2006ء بمقام مسجد بیت الہدیٰ۔ سڈنی (آسٹریلیا) سے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس میں آپ نے نمازوں کو سنوار کر ادا کرنے کے لئے بعض بنیادی تقاضوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اہم نصائح فرمائی ہیں۔ خطبہ کے آغاز میں حضور انور نے بتایا کہ آسٹریلیا میں احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں 1903ء میں آئی اور حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ ان بزرگ کو جنہوں نے اس وقت احمدیت قبول کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جو بیعت کی قبولیت کا خط ملا اس میں جو ہدایات درج تھیں وہ آج بھی ہر احمدی کے لئے مشعل راہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے بتایا کہ اُس وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب کو جو باتیں لکھی تھیں، اُن میں:

''پہلی بات یہ لکھی کہ ''**آپ کی بیعت تو قبول ہوگئی ہے۔ اب آپ کو چاہئے کہ نمازوں کو سنوار کر ادا کریں**''۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ''نماز ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مومن، مومن نہیں کہلا سکتا۔ اور پھر یہ کہ **نماز پڑھنی کس طرح ہے؟ سنوار کر ادا کرنی ہے۔** نماز کو جلدی جلدی اس لئے ادا نہیں کرنا کہ مَیں نے اس کے بعد اپنے دنیاوی جھمیلوں کو نمٹانا ہے۔ **نماز سنوار کر پڑھنے میں بہت سے لوازمات شامل ہیں۔**

جسمانی صفائی اور وضو کا اہتمام

پہلی بات تو یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے اپنی جسمانی صفائی کا خیال رکھا جائے اور سستی اور کسل کو دور کیا جائے۔ اس لئے ہمیں حکم ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھیں۔ جن گھروں میں نماز کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی ان کے بچوں میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ صرف بچپنے میں ہی نہیں بلکہ بڑے ہو کر بھی، جوانی میں بھی اور اس کے بعد بھی، کہ ایک تو نمازوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور اگر کبھی کسی دوست کے ساتھ یا ویسے ہی مسجد میں آ گئے تو بغیر اس بات کا خیال رکھے کہ وضو قائم ہے یا نہیں، اگر نماز کھڑی دیکھیں گے تو اس کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ **ظاہری اور باطنی صفائی کے لئے وضو ضروری ہے۔ اور یہ نماز سنوار کر پڑھنے کی پہلی شرط ہے۔** قرآن کریم میں واضح طور پر اس بارے میں ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدۃ:7) کہ اے مومنو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ بھی اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ بھی دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں بھی دھو لیا کرو۔ تو اس حکم سے واضح ہو گیا کہ اگر پانی کی موجودگی ہے، اسلام اتنا سخت مذہب بھی نہیں، یہ وضو کی ساری شرط پانی کی موجودگی کے ساتھ ہے۔ تو وضو کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جہاں یہ صفائی کے لئے ضروری ہے وہاں نماز میں توجہ قائم کرنے کے لئے پوری طرح ہوشیار کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ اور وضو کرنے کے اہتمام سے نماز سے پہلے ہی یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ مَیں اللہ کے حضور جانے لگا ہوں اور دنیاداری کو جھٹک کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ یا اس طرح پاک ہو کر حاضر ہونے کی کوشش کرنی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان اور مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کی وہ تمام بدیاں دھل جاتی ہیں جن کا ارتکاب اس کی آنکھوں نے کیا ہو۔ پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کی وہ تمام غلطیاں دُھل جاتی ہیں۔ جو اس کے دونوں ہاتھوں نے کی ہوں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک اور صاف ہو کر نکلتا ہے۔ پھر جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو اس کی وہ تمام غلطیاں پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ دھل جاتی ہیں جس کا اس کے پاؤں نے ارتکاب کیا ہو۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک اور صاف ہو کر نکلتا ہے۔

(مسلم باب خروج الخطاء بمع ماء الوضوء)

تو یہ ہے وضو کی اہمیت۔ لیکن اس سے یہ بھی مطلب نہیں لے لینا چاہئے کہ جان بوجھ کر غلطیاں کرتے رہو، بدنظریاں کرتے رہو، دوسروں کے حقوق مارتے رہو، اپنے مفاد کے لئے دوسروں کو دھوکہ دیتے رہو اور پھر وضو کر لو تو پاک ہو گئے۔ یہ بڑا واضح حکم ہے کہ اگر تم رحمٰن کے بندے ہو تو پھر اس کا خوف بھی دل میں رکھو۔ تو جو اللہ کا خوف دل میں رکھنے والا ہوگا وہ عادی مجرم نہیں ہوگا بلکہ انجانے میں جو غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں اور ان پر وہ فکرمند رہتا ہے ان سے انسان پاک ہو جاتا ہے۔

وقت پر نماز کی ادائیگی

پھر نماز کو سنوار کر ادا کرنے کے سلسلے میں ایک اہم بات وقت پر نماز پڑھنا ہے۔ یہ وقت پر نماز پڑھنے کا احساس اور عادت ہی اس وصف کو نمایاں کرنے والی ہوگی کہ یہ انسان یا مومن بندہ نماز سنوار کر پڑھنے کی عادت اور خواہش رکھتا ہے اور اس کو عادت بھی ہے۔

نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النّسآء:104) یعنی نماز یقیناً مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے اور یہ نمازوں کے اوقات پانچ مقرر کئے گئے ہیں اور بروقت نماز کی ایک اہمیت ہے۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی حقیقت سے ہمیں آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر وقت جو نماز کا حکم ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے وہ اپنے اندر کیا اہمیت رکھتا ہے۔ ہر نماز کی اہمیت آپؑ نے بڑی تفصیل سے بیان فرمائی۔ اس وقت اس تفصیل میں تو جانا ممکن نہیں ہے تاہم مختصر یہ کہ انسان کی زندگی مستقل بلاؤں اور مصیبتوں میں گھری ہوئی ہے اور شیطان ہر وقت حملے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ پھر انسان کی زندگی میں مختلف کیفیات اور حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اس لئے ان بلاؤں اور مصیبتوں سے بچنے کے لئے اور شیطان کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے اور ان مختلف کیفیات اور حالات کے مطابق جو صورتحال پیدا ہوتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ فرض کیا ہے کہ دن کے پانچ حصّوں میں اللہ کے حضور حاضر ہوا جائے اور جہاں انسان وقت پر نماز پڑھنے کی وجہ سے ان حملوں سے محفوظ رہے گا وہاں روحانیت میں ترقی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا بھی ہوگا۔ پس **ہر احمدی کو وقت پر نماز ادا کرنے کی پابندی کرنی چاہئے اس کی اہمیت پر توجہ دینی چاہئے۔**

اس زمانے میں جب ہر طرف مادیت کا دَور دَورہ ہے اس طرف توجہ دینا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ شیطان نت نئے طریقوں سے حملے کر کے انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ دل میں یہ وسوسے پیدا کرتا ہے کہ اگر تم نے اس وقت اپنا فلاں دنیاوی کام نہ کیا تو نقصان اٹھاؤ گے اس لئے پہلے اس کام کو نمٹا لو، نماز کا بھی وقت تو ہے لیکن بعد میں اسے جمع کر کے پڑھ لینا۔ اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ہر زمانے میں شیطان نے مختلف طریقوں سے حملے کرنے ہیں، ہر زمانے میں انسان کی مصروفیات مختلف ہونی ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ **ایسی نمازیں جو تمہاری سستیوں اور جو تمہاری دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے وقت پر ادا نہ ہونے کا احتمال ہو یا وہ احتمال رکھتی ہوں ان کی خاص طور پر حفاظت کرو۔ کیونکہ پھر ایک نماز سے لاپرواہی آہستہ آہستہ باقی نمازوں سے بھی غافل کر دیتی ہے۔** اس لئے فرمایا ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (البقرۃ:239) یعنی تم تمام نمازوں کا اور خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔ یہ نہیں فرمایا کہ فلاں نماز کی خاص طور پر حفاظت کرو۔ درمیانی نماز کی تعریف بھی مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہو سکتی ہے۔ ہر وہ نماز درمیانی ہے جس میں دوسری ترجیحات نماز کے مقابلے میں زیادہ ہوں اور جب انسان دوسری مصروفیات کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کو تمام دوسرے دنیاوی مفادات پر ترجیح دے رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایسے عبادت گزاروں کی ضروریات خود ایسی جگہ سے پوری فرما رہا ہوگا کہ جہاں سے انسان کو گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی نیکی بغیر جزا کے نہیں چھوڑتا اور دونوں جہان کی نعمتوں سے نوازتا ہے۔

باجماعت نماز کا اہتمام

پھر نماز میں سنوار اور نکھار تب پیدا ہوگا جب نمازیں باجماعت ادا کی جا رہی ہوں گی کیونکہ ایک مومن پر نماز باجماعت فرض ہے۔ قرآن کریم کا حکم ہے کہ نماز کو قائم کرو، اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شرائط کو قائم کرنے کی جو سنت ہمارے سامنے قائم فرمائی وہ مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنے کی ہے۔ ہمیں نماز باجماعت کی ادائیگی کی ترغیب دلاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ افضل ہے۔

ایک دفعہ ایک نابینا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ مجھے راستے کی ٹھوکروں کی وجہ سے مسجد میں آنے میں دِقّت ہے۔ کیا میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ پہلے تو آپؐ نے اجازت دے دی۔ پھر فرمایا تمہیں اذان کی آواز آ جاتی ہے؟ اس نے عرض کی جی آواز تو آ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر نماز کا حق یہ ہے کہ تم مسجد میں آ کر نماز ادا کیا کرو۔

ایک اور روایت میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مَیں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا (سردی وغیرہ کی وجہ سے، موسم کی جو بھی شدت ہوتی ہے اس وجہ سے) دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ بھی ایک قسم کا رِبَاط یعنی سرحد پر چھاؤنی قائم کرنے کی طرح ہے۔ آپؐ نے یہ بات دو دفعہ فرمائی۔

(مسلم کتاب الطہارۃ۔ باب فضل اسباغ الوضوء علی مکارہ)

پس ہم یہ چھاؤنیاں اپنے دلوں کی سرحد پر قائم کریں گے تو شیطان کے حملوں سے اپنے دل کو بچا کر رکھ سکیں گے۔ ورنہ شیطان تو جس طرح اس نے چیلنج دیا ہوا ہے ہر راستے پر ہمارے پر حملہ کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''**نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے۔** نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ، راستباز، ابدال، قطب گزرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعے سے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ ۔ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہنچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اور اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے اور یہی معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہیں۔ پس کشاکشِ نفس سے انسان نجات پا کر اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 605۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نفس کی بھی بہت ساری باتیں ہیں۔ یہ جو دنیا کی فکریں اور پریشانیاں ہیں ان سے چھٹکارا اسی نماز کے ذریعہ سے ملتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ''نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہ غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلے

کی مسجد میں اور ہر ہفتے کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے‘‘۔

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281)

جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ طرہ امتیاز ہے کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں احمدی کو اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تمام دنیا کے احمدیوں کو اس تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ یہ ایک وحدت کی نشانی ہے۔ **پس یہ وحدت ہمارے اندر اس وقت تک قائم رہے گی جب تک ہم اپنی باجماعت نمازوں کا اہتمام کرتے چلے جائیں گے۔ ایک بڑا طبقہ اس طرف توجہ دیتا چلا جائے گا۔ اصولی طور پر تو 100 فیصد احمدیوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ یہ وحدت بھی قائم رہے گی۔**

اگر مسجد گھر سے دُور ہو

یہاں کیونکہ ہر جگہ ہماری مساجد نہیں ہیں۔ یہاں بھی شاید لوگ فاصلے پر رہتے ہوں گے تو جو لوگ مسجد میں آ سکتے ہوں انہیں ضرور آنا چاہئے اور جو نہ آ سکتے ہوں وہ قریب کے گھر آپس میں مل کر نماز سینٹرز قائم کریں اور نماز باجماعت کا اہتمام کیا کریں۔ اسی طرح دوسرے شہر کے لوگ ہیں جہاں بہت فاصلے کی دُوری ہو وہاں گھر والے اکٹھے ہو کر نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔

جس حد تک گھر اکٹھے ہو سکتے ہوں آپس میں مختلف گھر اکٹھے ہو جائیں، ایک جگہ سینٹر بنا لیں۔ جہاں یہ بھی ممکن نہ ہو، وہاں گھر کے سربراہ اپنے بیوی بچوں کو اکٹھا کریں اور نماز باجماعت کی اپنے گھر میں عادت ڈالیں۔ اس سے جہاں باجماعت نماز ادا کرنے کی وجہ سے نماز کا 27 گنا ثواب لے رہے ہوں گے وہاں اپنے بچوں کے دلوں میں بھی نماز کی اہمیت پیدا کر رہے ہوں گے۔ اور یہ اہمیت جب ان بچوں کی زندگیوں کا حصہ بن جائے گی تو پھر ہمیشہ نماز سنوار کر ادا کرنے والے بن جائیں گے۔ پھر آپ لوگ اس فکر سے بھی آزاد ہو جائیں گے کہ کہیں ہمارے بچے اس معاشرے کے رنگ میں نہ ڈھل جائیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو حقیقی نمازیں پڑھنے والے، اس کے حضور جھکنے والے ہیں، نمازیں ان کو فحشاء سے بھی روکتی ہیں۔ نمازیں ان کی محافظ بن جائیں گی اور ان کی حفاظت کے لئے کھڑی ہو جائیں گی۔ اس لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اپنی نسلوں کو بھی اگر سنوارنا ہے، بچانا ہے تو خود بھی نمازوں کی عادت ڈالیں تاکہ بچوں کو بھی عادت پڑے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ اپریل 2006ء)

✿...... اسی طرح فرمایا: ’’عموماً تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے سینٹر بھی ہیں اور مساجد بھی ہیں جہاں احمدی باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں یا پڑھتے ہیں۔ **لیکن ابھی بعض علاقے ایسے بھی ہیں جہاں ایک ایک دو دو گھر احمدیوں کے ہیں۔ اس لئے وہ گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اکٹھے ہو کر نماز پڑھیں، ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے۔ اس طرف میں نے پہلے بھی توجہ دلائی تھی کہ گھروں میں بھی باجماعت نماز ادا کر لیا کریں تو کوئی حرج نہیں۔** یا بعض اس بات پر کہ مصروفیت ہے اپنی نماز علیحدہ پڑھ لیتے ہیں۔ بعض کام کی مصروفیت کی وجہ سے نمازیں جمع کر لیتے ہیں تو یہ ساری وجوہات اس لئے ہیں کہ مسجد جانے کی طرف توجہ نہیں یا بعض علاقوں میں مسجد قریب نہیں اور قریب کی جو غیر احمدیوں کی مسجد ہے اس میں ہمیں جانے کی اجازت نہیں یا بعض اور دوسری وجوہات ہیں۔ اس کی وجہ سے نماز تو بہرحال پڑھ ہی لیتے ہیں لیکن گھر میں پڑھتے ہیں اور نماز باجماعت کی طرف عموماً توجہ نہیں ہے۔ یا یہ بھی ہے کہ نمازیں جمع کرنے کی طرف بلا وجہ زیادہ توجہ ہو گئی ہے۔ **باوجود توجہ دلانے کے، بار بار کی تلقین کے باجماعت نماز کے لئے ایک بڑی تعداد کو ذوق و شوق نہیں ہے گویا یہ ایک قومی بیماری بن رہی ہے۔ اس لئے اس کے علاج کی بہت زیادہ شدت سے ضرورت ہے۔ یہ فردی نقص نہیں ہے کہ فلاں شخص مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے نہیں آیا۔** جس طرح عدم توجہی کا اظہار ہو رہا ہے یہ چیز قومی بیماری اور نقص کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ حالات کی وجہ سے سہولت نے نماز باجماعت کی اہمیت کو کم کر دیا ہے۔ بیشک احمدی نمازیں گھروں میں پڑھتے ہیں اور ان میں ایسے بھی ہیں، بہت سے ایسے ہیں جو بڑے گریہ و زاری سے گڑگڑا کر نمازیں پڑھتے ہیں جبکہ دوسرے مسلمانوں کی اکثریت ایسی توجہ سے شاید نماز نہ پڑھتے ہوں لیکن پھر بھی وہ جو نمازیں پڑھنے والے ہیں چاہے ظاہر داری کے لئے سہی مسجد میں جا کر نماز ضرور پڑھتے ہیں۔...... پس ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ مسجدوں کو آباد تو حقیقی مومنوں نے کرنا ہے اور حقیقی مومن وہی ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے، نہ کہ عبادت کے نام پر فتنہ و فساد کرنے والوں نے۔ من حیث القوم مسجد میں جا کر نماز نہ پڑھنے یا نمازیں جمع کرنے کا نقص مزید بڑھنے کا خطرہ اور امکان اس وقت بڑھ جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بچوں کے ذہنوں میں اس کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے اور بعض بچے اپنے ماں باپ کی حالت دیکھ کر یہ کہنے بھی لگ گئے ہیں کہ دن میں تین نمازیں ہوتی ہیں۔ جب کہو کہ پانچ ہوتی ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے ماں باپ کو تین نمازیں ہی پڑھتے دیکھا ہے۔ پس اس بارے میں ہر جگہ غور اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ نہیں تو اگلی نسل میں یہ قومی بدی بن جائے گی۔ اپنے ماحول پر نظر ڈال کر جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں وسیع تر منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے۔ آج دنیا کی جو حالت ہے کہ خدا سے اور دین سے دُور ہٹ رہے ہیں اگر ہم نے شدت کے ساتھ کوشش نہ کی تو مختلف قسم کی بدیاں ہمارے اندر داخل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ ایک بدی کے بعد پھر دوسری بدی بھی آتی ہے۔ نام کا دین رہ جائے گا۔ روح نہیں رہے گی۔ اگر کسی علاقے میں کوئی وبا پھوٹے، کوئی بیماری کی صورت ہو تو ہم فوراً فکرمند ہو جاتے ہیں اور اس کے حفظ ماتقدّم کے طور پر احتیاطی تدابیر شروع کر دیتے ہیں تو اس معاشرے میں رہتے ہوئے روحانی بیماریوں کے خطرے کو دُور کرنے کے لئے ہمیں کس قدر کوشش کرنی چاہئے۔ بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا اب تو دنیا ایک ہو گئی ہے اور بدیوں اور برائیوں کی متعدی مرض کے دور کرنے کے لئے تو پھر اور بھی زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ جو حفظ ماتقدّم کرتے ہیں، علاج کراتے ہیں، بچاؤ کے ٹیکے لگواتے ہیں وہ ظاہری بیماریوں سے دوسروں کی نسبت زیادہ محفوظ رہتے ہیں۔

پس اپنے آپ کو روحانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جیسا کہ میں نے کہا ہر سطح پر قومی سوچ کے ساتھ حفظ ماتقدم کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ فروری 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن)

✿...... اسی طرح آپ نے فرمایا: ’’**خلافت احمدیہ سے اپنے تعلق کو جوڑیں اور اس حق کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی دیں جس کی خدا تعالیٰ نے خلافت کا انعام حاصل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے۔** خلافت کی نعمت اسلام کے اوّل دور میں اُس وقت چھن گئی تھی جب دنیاداری زیادہ آ گئی تھی۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ یہ فیض تو خدا تعالیٰ جاری رکھے گا لیکن اس فیض سے وہ لوگ محروم ہو جائیں گے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کریں گے۔ اگر ان شرائط پر عمل نہیں کریں گے جو خلافت کے انعام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں تو وہ محروم ہو جائیں گے۔ **اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعہ خوف کو امن میں بدلنے کا وعدہ فرمایا ہے لیکن ان لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہوں اور پہلا حق یہ ہے کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ پس اگر اس نعمت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کریں۔ پانچ وقت اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور احسن رنگ میں ادائیگی کی طرف توجہ دیں‘‘۔**

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ مئی 2015ء بمقام فرینکفرٹ جرمنی)

شرائط بیعت میں سے ایک اہم شرط

✿...... حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 22/ جون 2012ء بمقام مسجد بیت الرحمٰن۔ واشنگٹن۔ (امریکہ) میں فرمایا:

’’شرائطِ بیعت میں سے ایک اہم امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو اسلام کے بنیادی ارکان میں سے بھی دوسرا اہم رُکن ہے۔ قرآنِ کریم میں بھی اس کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اہمیت کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور یہ اہم چیز ہے ’’نماز‘‘۔

شرائط بیعت کی تیسری شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سب سے پہلے اس بنیادی رُکن کو لیتے ہوئے فرمایا ہے کہ میری بیعت میں آنے والے یہ عہد کریں کہ ’’**بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ادا کرتا رہے گا**‘‘۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

یہاں صرف یہی نہیں فرمایا کہ عہد کرو کہ نمازیں ادا کرو گے، بلکہ پنجوقتہ نماز اور ان کی ادائیگی موافق حکم خدا اور رسول ہے۔ اس کی ادائیگی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہونی چاہئے۔ نماز کے بارے میں خدا تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (البقرۃ: 44) اور نمازوں کو قائم کرو۔ نماز کے قیام کا حکم قرآنِ کریم میں بہت سی جگہوں پر ہے، بلکہ سورۃ بقرہ کی ابتدا میں ہی ایمان بالغیب کے بعد اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 346۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

اور اس زمانے میں قیامِ نماز کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب خدا تعالیٰ نے خلافت کے وعدے کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی ہے کہ خلافت کے انعامات اُن لوگوں کے ساتھ ہی وابستہ ہیں جو نماز کے قیام کی طرف نظر رکھیں گے۔

قیامِ نماز سے مراد

قیامِ نماز کیا ہے؟ نماز کی باجماعت ادائیگی، باقاعدہ ادائیگی اور وقت پر ادائیگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرۃ: 44) اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور اکٹھے ہو کر جھکنے والوں کے ساتھ جھکو۔ پس نماز قائم کرنے والوں اور مالی قربانیاں کرنے والوں کی یہ خصوصیت بیان فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ خصوصیت اُن میں ہونی چاہئے کہ وہ ایک جماعتی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں، اور یہی نہیں حکم ہے کہ جماعت بنا کر عبادت کرو اور جماعتی طور پر مالی قربانیوں کا بھی ذکر ہے کہ وہ کرو تاکہ اُس کام میں اُس عمل میں جو ایک جماعت پیدا ہونے کی وجہ سے ہو گا، برکت پڑے۔

نمازوں کے باجماعت ثواب کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والے کو ستائیس گنا ثواب ملتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلاۃ الجماعۃ حدیث: 645)

ہم درسوں میں سنتے ہیں، تقریروں میں سنتے ہیں، بچوں کو بھی تقریریں تیار کرواتے ہیں اُس میں بیان کرتے ہیں، لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو اُس پر پوری توجہ نہیں دی جا رہی ہوتی۔ **پس سوائے اشد مجبوری کے اپنی نمازوں کو باجماعت ادا کرنا چاہئے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر جائزے لیں تو یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ نماز باجماعت کی طرف وہ توجہ نہیں جو ہونی چاہئے۔**

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں مساجد بنانے کی طرف بہت توجہ پیدا ہوئی ہے، **لیکن مساجد بنانے کا فائدہ تو تبھی ہے جب اُن کے حق بھی ادا ہوں۔ اور مساجد کے حق اُن کو آباد کرنا ہے۔ اور آبادی کے لئے خدا تعالیٰ نے جو معیار رکھا ہے وہ پانچ وقت مسجد میں آ کر نماز ادا کرنا ہے۔** بہت سے لوگ بیشک ایسے ہیں جن کو کام کے اوقات کی وجہ سے پانچ وقت مسجد میں آنا مشکل ہے۔ لیکن فجر، مغرب اور عشاء میں تو یہ عذر نہیں چلتا، اُس پر تو حاضر ہو سکتے ہیں۔

میں جانتا ہوں **دنیائے احمدیت میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اِن مغربی ممالک میں رہتے ہیں اور مسجد سے پندرہ بیس میل کے فاصلے پر رہتے ہیں لیکن نمازوں کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔** اگر ظہر، عصر کی نمازیں نہ پڑھ سکیں، تو جیسا کہ میں نے کہا، یہ لوگ فجر، مغرب اور عشاء پر ضرور شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تو تقریباً ہر ایک کے پاس سواری ہے، اپنے دنیاوی کاموں کے لئے سواریاں استعمال کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اُس کی عبادت کے لئے یہ سواریاں استعمال کریں گے تو ان سواریوں کا مقصد دین کی خدمت بھی بن جائے گا اور آپ کے بھی دین و دنیا دونوں سنور جائیں گے۔

جہاں بہت زیادہ مجبوری ہے وہاں اگر قریب احمدی گھر ہیں تو کسی گھر میں جمع ہو کے گھروں میں باجماعت نماز کی ادائیگی ہو سکتی ہے۔ جہاں اکیلے گھر ہیں وہاں اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ باجماعت نماز کی ادائیگی کی کوشش ہونی چاہئے تاکہ بچوں کو بھی نماز باجماعت کی اہمیت کا پتہ چلے۔ بچوں کو ماں باپ اگر فجر کی نماز کے لئے اُٹھائیں گے تو اُن کو جہاں نماز کی اہمیت کا اندازہ ہو گا وہاں بہت سی لغویات سے بھی وہ بچ جائیں گے۔ جن کو شوق ہے، بعضوں کو رات دیر تک ٹی وی دیکھنے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہنے کی عادت ہوتی ہے، خاص طور پر ویک اینڈ (Weekend) پر تو نماز کے لئے جلدی اُٹھنے کی وجہ سے جلدی سونے کی عادت پڑے گی اور بلا وجہ وقت ضائع نہیں ہو گا۔ خاص طور پر وہ بچے جو جوانی میں قدم رکھ رہے ہیں، اُن کو صبح اُٹھنے کی وجہ سے ان دنیاوی مصروفیات کو اعتدال سے کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ بعض مجبوریاں بھی ہوتی ہیں، اچھی دیکھنے والی چیزیں بھی ہوتی ہیں، معلوماتی باتیں بھی ہوتی ہیں، اُن سے مَیں نہیں روکتا، لیکن ہر چیز میں ایک اعتدال ہونا چاہئے۔ نمازوں کی ادائیگی کی قیمت پر ان دنیاوی چیزوں کو حاصل کرنا انتہائی بے وقوفی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ چھٹی کے دن بعض مجبوریاں ہوتی ہیں، بعض

فیملی کے اپنے پروگرام ہوتے ہیں، چھٹی کے دن اگر فیملی کا کہیں باہر جانے کا پروگرام ہے تو اور بات ہے، لیکن اگر نہیں ہے تو پھر **مسجد میں زیادہ سے زیادہ نمازوں کے لئے آنا چاہئے اور بچوں کو ساتھ لانا چاہئے۔** بہت سے لوگ کہتے ہیں جی بچوں کو مسجد میں آنے کی عادت نہیں ہے، بعض بچے بگڑ رہے ہیں۔ اُن کا علاج تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ **بچپن سے اُن کو اس بات کی عادت ڈالیں کہ وہ خدا کا حق ادا کریں اور وہ حق نمازوں سے ادا ہوتا ہے۔**

بچوں کو بچپن سے اگر یہ احساس ہو کہ نماز ایک بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان کہلا ہی نہیں سکتا تو پھر جوانی میں یہ عادت پختہ ہو جاتی ہے اور پھر یہ شکوے بھی نہیں رہیں گے کہ بچے بگڑ گئے۔ **تفریح کے لئے بھی اگر جائیں، اگر کوئی پروگرام ایسا ہے تو جہاں دنیاوی دلچسپی کے سامان کر رہے ہیں، وہاں خدا کی رضا کے حصول کے لئے، جہاں بھی ہوں، پوری فیملی وہاں پر باجماعت نماز ادا کرے۔** میرا تو یہ تجربہ ہے اور بہت سے لوگوں کے یہ تجربے ہیں جو مجھے بتاتے ہیں کہ تفریح کی جگہوں پر جب اس طرح میاں بیوی اور بچوں نے نماز کے وقت نماز باجماعت ادا کی تو اردگرد کے لوگوں میں دلچسپی پیدا ہوئی اور اُن کو دیکھنے لگے اور پھر تبلیغ کے راستے کھلتے ہیں، تعارف حاصل ہوتا ہے۔

عموماً عام دنیا دار کو مسلمانوں کے بارے میں یہی تصور ہے کہ مسلمانوں میں نماز وہی پڑھتے ہیں جو شدت پسند ہیں۔ جب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ تفریح کرنے والے بچے اور بڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور لباس بھی اُن کے یہاں کے لوگوں کے لباس کے مطابق پہنے ہوئے ہیں، لیکن عبادت میں انہماک ہے تو ضرور توجہ پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کئی ایسے ہیں جو اپنے تجربات بیان کرتے ہیں کہ کس طرح نماز کی وجہ سے بعض غیروں کی اُن کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور یوں تبلیغ کے راستے کھلے۔ پس کسی قسم کے احساسِ کمتری میں ہمیں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، نہ بچوں کو، نہ بڑوں کو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا میں دینی اور روحانی انقلاب ہم نے پیدا کرنا ہے، تو یہ دینی اور روحانی انقلاب وہی لوگ پیدا کر سکتے ہیں جو ہر قسم کے احساسِ کمتری سے آزاد ہوں اور اپنے اندر سب سے پہلے دینی اور روحانی انقلاب پیدا کرنے والے ہوں۔ اور یہ دینی اور روحانی انقلاب بغیر عبادت کا حق ادا کئے پیدا نہیں ہو سکتا اور عبادت کے حق کے لئے سب سے اہم اور ضروری چیز نماز ہے۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ (البقرۃ:239) اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ حَفَظَ کے معنی ہیں کہ باقاعدگی اختیار کرنا اور پھر اُس کی نگرانی کرنا۔ اور پھر فرمایا ہر اُس نماز کی خاص طور پر نگرانی کرو اور اُس کی حفاظت کرو جو صلوٰۃ وسطیٰ ہے، یعنی جو نماز تمہاری مصروفیات کے درمیان میں آتی ہے، یا وہ نماز جو کسی بھی وجہ سے، دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے، وقت پر اور اہتمام کے ساتھ ادا نہ کی جا سکے اُس کی بہرحال خاص طور پر حفاظت کرنی ہے۔ کیونکہ نمازوں کی سستی تمہیں فرمانبرداروں کی فہرست سے باہر نکال دیتی ہے۔ اس لئے نمازوں کی حفاظت کی طرف خدا تعالیٰ توجہ دلاتا ہے اور پھر خاص طور پر اُن نمازوں کی حفاظت اور ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے جو تمہارے نفس کی سستی اور دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے ادا نہیں ہو رہیں یا اُن کا حق ادا کرتے ہوئے ادا نہیں ہو رہی۔

بعض جلدی جلدی نماز پڑھ لیتے ہیں یہ نماز کا حق ادا کرنا نہیں ہے۔ کیونکہ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ (البقرۃ:239) اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ یعنی مکمل توجہ نماز پر ہو۔ پھر دنیاوی خیالات اور خواہشات ذہن پر قبضہ نہ کریں۔ ذہن میں یہ ہو کہ جس خدا کے سامنے میں کھڑا ہوں اُس کے احکامات کی کامل اطاعت کرنی ہے۔ پس جب یہ حالت ہوتی ہے تو پھر ایسے نمازیوں کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نمازیں بھی تمہاری حفاظت کرنے والی ہوں گی اور تمہاری نگران بن جائیں گی، تمہیں برائیوں سے روکیں گی، تمہارے گھروں کو برکتوں سے بھر دیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''مَیں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نمازیں نہ پڑھیں بلکہ حضورِ قلب کی کوشش کریں جس سے اُن کو سرور اور ذوق حاصل ہو۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 346-345۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

...... پس ایسی نمازوں کی تلاش ہمیں کرنی چاہئے، تبھی ہم اپنے عہدِ بیعت کو حقیقی طور پر نبھا سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو توجہ اپنے دنیاوی کاموں اور خواہشات کی طرف ہو۔ یا کبھی نماز پڑھ لی، کبھی نہ پڑھی۔

پس مَیں پھر کہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ان ملکوں میں رہنے والے دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ گو اب تیسری دنیا میں بھی شہروں میں رہنے والوں کا یہی حال ہے۔ لیکن بہرحال پھر بھی کچھ نہ کچھ ایک ایسی تعداد ہے جو مسجدوں میں جانے والی ہے۔ باوجود اس کے کہ **اسلام کے اس اہم دینی فریضہ کی طرف مَیں بار بار توجہ دلاتا ہوں، میرے سے پہلے خلفاء بھی اس طرف بہت توجہ دلاتے رہے۔** اب تو اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت سے نواز دیا ہے۔ پہلے اگر خلیفۂ وقت کی آواز دنیا کے ہر خطے میں فوری طور پر نہیں پہنچ رہی تھی تو اب تو فوری طور پر یہ آواز اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا پیغام ہر جگہ فوری طور پر پہنچ رہا ہے۔ اگر ہم میں سے بعض لوگ یا خطبات اور تقاریر نہیں سنتے یا سنتے ہیں اور بے دلی سے سنتے ہیں، ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا تو اُس عہدِ بیعت کو پورا کرنے والے نہیں ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے، اُس کی پابندی کروں گا، اُس کی کامل اطاعت کروں گا۔ یہ اطاعت سے نکلنے والے عمل ہیں کہ ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا۔ یہ کامل فرمانبرداری سے دور لے جانے والے عمل ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے بڑا انذار فرمایا ہے۔ فرماتا ہے فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ (الماعون:5)۔ پس اُن نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔ یہ غفلت نماز باجماعت کی طرف توجہ نہ دینے سے بھی ہے، باقاعدگی سے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے بھی ہے۔ پوری توجہ نماز میں رکھنے کی کوشش نہ کرنے کی وجہ سے بھی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز میں بعض دفعہ توجہ قائم نہیں رہتی لیکن بار بار اپنی توجہ کو نماز کی طرف لانا ضروری ہے اور یہ بھی ایک مطلب ہے اقامت الصلوۃ نماز کے کھڑی کرنے کا، نماز کے قیام کا۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے نہیں مانا، غلطیاں کرتا ہے تو بیشک وہ گناہگار ہے۔ لیکن مجھے ماننے والے جو ایک عہدِ بیعت کرتے ہیں اور پھر اُس کی تعمیل نہیں کرتے، زیادہ پوچھے جائیں گے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 182۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہر احمدی پر بہت بڑی ذمہ داری ہے اور یہ ذمہ داری ادا نہیں ہو سکتی جب تک یہ خیال نہ رہے کہ مَیں نے جو خدا تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر ایک عہدِ بیعت باندھا ہے اس کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہوں۔ پس یہ خیال رہے تبھی ذمہ داری ادا ہو سکتی ہے۔ پس بڑے بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور چھوٹے بھی، مرد بھی اور عورتیں بھی۔ ...... پس **ہمیشہ یاد رکھیں کہ صرف ہمارا اعتقاد ہمیں نہیں بچائے گا، نہ ہمارا اعتقاد انقلابی تبدیلیاں لائے گا بلکہ ہمارے عمل ہیں جو انقلاب لائیں گے انشاء اللہ۔ اور سب سے بڑھ کر ہماری دعائیں ہیں جو جب اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا تو دنیا میں ایک انقلاب برپا ہو گا اور دعائیں کرنے کا بہترین ذریعہ نمازیں ہی ہیں۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے** اور جب مجموعی طور پر تمام دنیا کے رہنے والے احمدیوں کا رُخ ایک طرف ہو گا تو یہ دعاؤں کے دھارے ایک انقلاب لانے کا باعث بنیں گے۔

پس خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تا کہ وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے، جس کے نتیجے میں دنیا کی اکثریت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے، وہ جو دعاؤں کے ذریعے سے عمل میں آنا ہے، وہ عمل میں آئے۔ پس ہر احمدی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھے اور اپنی نمازوں کی حفاظت، اپنی اولاد کی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دے تا کہ ہم جلد تمام دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کو ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی جذب کرنے والی ہوں۔

...... پس ہم نے اگر اللہ تعالیٰ کے رحم حاصل کرنے والا بننا ہے تو اپنی نمازوں کی حفاظت اور اُس کے قیام کی بھی کوشش کرنی ہو گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بار بار مختلف رنگ میں اپنے ماننے والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے تا کہ جہاں ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں، خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ لے کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بھی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو''۔ فرمایا: ''یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا''۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22/جون 2012ء)

(باقی آئندہ)

مسجد بیت العافیت کی تقریب سنگِ بنیاد

خدا کا فضل ہے اور ہے اسی کی کرم فرمائی
بجی ہالینڈ میں بھی رحمتِ باری کی شہنائی
ہوا لطفِ خداوندی کا مورَد شہر المیرا
بِناء جس میں خدا نے عافیت کی آج رکھوائی
یہ دورِ حضرتِ مسرور ایدہ اللہ ہے وہ دور کہ جس میں
چلی توحید باری کی بفضل اللہ پروائی
اسی ہی دور میں باطل نے کھائی مات ہے لازم
یہ بات ہم کو اشاروں میں ہے مہرو ماہ نے سمجھائی
یہ بیتِ عافیت دراصل ہو گی امن کی ضامن
بدستِ حضرتِ مسرور ایدہ اللہ یہ دھرتی ہے کرمائی
اسی دھرتی سے اک دن عبدِ رحماں پاک نکلیں گے
باذن اللہ جب بھی قوم یہ نوروں سے نہلائی
پگھل جائیں گے پتھر دل خدا کے نام کی خاطر
محبت کی اذانوں نے جب ان کی روح گرمائی
ہماری چشمِ گریاں سے پڑے گی بالیقیں ٹھنڈی
عدو نے دینِ احمد کے لئے جو آگ بھڑکائی
فضائے زہر آلودہ بدل دیں گے محبت میں
جب الفت کے گلابوں نے جو خوشبو اپنی بکھرائی
ہجومِ دشمناں سے نیک فطرت کا نکل آنا
یہی احیائے موتی ہے یہی تو ہے مسیحائی
ظفرؔ خوش بخت ہم بھی ہیں کہ یہ دن ہم نے بھی دیکھا
خدا کا شکر ہے اس نے گھڑی بختوں کی دکھلائی

(مبارک احمد ظفرؔ۔ لندن)

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ 20

زور سے تھپڑ مارا کہ میرے کان کی بالی بھی اس میں سے نکل کر دور جا پڑی۔
(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، باب ہجرۃ الرسول ﷺ صفحہ 344، دارالکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

تو یہ تکلیفیں شروع میں برداشت کرنی پڑیں۔ یہ تو ہلکی سی تکلیف ہے، آگے واقعات آئیں گے کہ کس طرح تکلیفیں برداشت کرتی تھیں۔

پھر قریش کے خاندان بنو عدی کی ایک شاخ بنی مؤمل کی لونڈی تھی حضرت لبینہؓ۔ بعد بعثت کے ابتدائی سالوں میں ان کو اسلام میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب اپنے اسلام لانے سے پہلے اتنے برافروختہ ہوئے کہ ان کو روزانہ زدوکوب کیا کرتے تھے۔ جب مارتے تھک جاتے تھے تو کہتے تھے کہ اب میں تھک گیا ہوں اس لئے تجھے چھوڑا ہے اور اب بھی اس نئے دین کو یعنی اسلام کو ترک کر دے، نہیں تو جب دوبارہ میری طاقت بحال ہوگی پھر ماروں گا۔ وہ جواب میں کہتیں کہ ہرگز نہیں، تو جتنا ظلم ڈھا سکتا ہے ڈھا لے۔ میں یہی کہوں گی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کرے۔ بالآخر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں خرید کر آزاد کروایا۔
(ماخوذ از تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 248، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

حضرت صفیہؓ نے حضرت زبیرؓ کی تربیت بڑے عمدہ طریق پر کی۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کا یہ بیٹا بڑا ہو کر ایک نڈر اور بہادر سپاہی بنے۔ چنانچہ وہ حضرت زبیرؓ سے سخت محنت اور مشقت کے کام لیتی تھیں۔
(ماخوذ از تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 163، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

آج واقفینِ نَو کی جو مائیں ہیں ان کے لئے بھی یہ مشعلِ راہ ہے۔ بجائے اس کے کہ ناجائز ضروریات پوری کرکے، اپنے بچوں کے نخرے برداشت کرکے ان کو ایسی عادت ڈالیں کہ اُن کو سہل پسندی کی عادت پڑ جائے، ان کو سختی کی عادت ڈالیں۔ یہ تربیت ہے جو آپ نے واقفینِ نَو کی کرنی ہے تاکہ جب وہ میدانِ عمل میں آئیں تو ہر آزمائش پر، ہر مشکل پر وہ ایک چٹان بن کر کھڑے ہو جائیں اور کبھی ان کا دل کسی مشکل کو دیکھ کر اور کسی مصیبت کو دیکھ کر ان کو کمزوری کی طرف لے جانے والا نہ ہو۔

پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارہ میں آتا ہے کہ جب انہوں نے حضرت زبیرؓ کے ساتھ ہجرت کی جن کا مَیں نے پہلے واقعہ سنایا تو غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو وہ مدینہ سے نکلیں، صحابہ سے عتاب آمیز لہجے میں کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چل دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو حضرت زبیرؓ کو بلا کر ارشاد کیا کہ حمزہ کی لاش نہ دیکھنے پائیں۔ حضرت زبیرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا تو بولیں کہ مَیں اپنے بھائی کے ساتھ جو سلوک ہؤا اس کی لاش کے ساتھ جو ماجرا ہؤا وہ تو مَیں سن چکی ہوں لیکن خدا کی راہ میں یہ تو کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ یہ نہ فکر کرو کہ اس کو دیکھ کر میرا دل دُکھے گا اور میں برداشت نہیں کر سکوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کو لاش دیکھنے کی اجازت دیدی اور وہ لاش کے پاس گئیں۔ بھائی کے بکھرے ہوئے ٹکڑے دیکھے لیکن اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر چُپ ہوگئیں اور مغفرت کی دعا کی۔
(ماخوذ از تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 166-167، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

پھر بنی دینار کی انصاری خاتون کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہارِ محبت کا اظہار ہے۔ اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپسی پر بنو دینار کی ایسی عورت کے پاس سے گزرے جس کا خاوند، بھائی اور والد جنگِ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے اور شہید ہو گئے تھے۔ جب صحابہ نے ان کی وفات کی اطلاع دی تو کہنے لگیں کہ مجھے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: اے اُمِّ فلاں وہ خیروعافیت سے ہیں۔ الحمدللہ وہ اس حال میں ہیں جو تُو سننا پسند کرتی ہے۔ وہ کہنے لگی مجھے انہیں دکھا دو تاکہ مَیں خود دیکھ لوں۔ راوی کہتا ہے کہ اس پر اس نے اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فلاں جگہ ہیں۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دیکھ لیا تو کہنے لگی ''کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ'' کہ اگر آپ بخیریت ہیں تو پھر ہر مصیبت معمولی ہے۔
(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، باب شان عاصم بن ثابت صفحہ 545 دارالکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس تاریخ کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے میدان سے واپس تشریف لائے تو مدینہ کی عورتیں اور بچے شہر سے باہر استقبال کے لئے آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ ایک پرانے اور بہادر انصاری صحابی سعد بن معاذ نے پکڑی ہوئی تھی اور فخر سے آگے آگے چل رہے تھے۔ شہر کے پاس اُنہیں اپنی بڑھیا ماں نظر آئی جس کی نظر کمزور ہو چکی تھی اور اُحد کی جنگ میں اُن کا ایک بیٹا بھی مارا گیا تھا تو وہ بھی عورتوں کے آگے کھڑی تھیں اور یہ معلوم کرنے کے لئے دیکھ رہی تھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ تو ان کے بیٹے سعدؓ بن معاذ نے سمجھا کہ میری ماں کو اپنے بیٹے کا بھی غم ہوگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر انہوں نے کہا کہ ان کی تسلّی کے لئے کچھ الفاظ کہہ دیں، ان کو حوصلہ دلائیں اور تسلّی دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ بی بی! بڑا افسوس ہے کہ تیرا لڑکا اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔ بڑھیا کی نظر کمزور تھی اس لئے وہ آپؐ کے چہرہ کو نہ دیکھ سکی، وہ اِدھر اُدھر دیکھتی رہی۔ آخرکار اس کی نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر ٹِک گئی۔ وہ آپؐ کے قریب آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں نے آپؐ کو سلامت دیکھ لیا تو آپ سمجھیں کہ مَیں نے مصیبت کو بھون کر کھا لیا۔
(ماخوذ از الازہار لذوات الخمار حصہ دوئم صفحہ 174 مطبوعہ قادیان)

پھر صبر کی ایک اَور مثال۔ ''ایک دفعہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ سیدۃ النساء اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔'' کھال کا بڑا موٹا سا لباس ہے۔ ''اور اس میں تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔'' آج ہمیں شکرگزار ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات کیے ہوئے ہیں کہ جب اعلیٰ سے اعلیٰ لباس ہم پہن سکتے ہیں ''اور آٹا گوندھ رہی ہیں اور زبان پر کلام اللہ کا وِرد جاری ہے۔ حضورؐ یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے''۔ آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اور فرمایا: ''فاطمہ! دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مسرّت کا انتظار کر، اللہ تمہیں نیک اجر دے گا۔''
(تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 135، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

اس کے بعد ایک اور مثال ہے۔ کس طرح یہ مشعلِ راہ ہے آجکل کی ان عورتوں کے لئے بھی، ان بیویوں کے لئے بھی جو خاوندوں سے ناجائز مطالبات کرتی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ حضرت فاطمہؓ سے کچھ کھانے کو مانگا کہ کچھ کھانے کو دو۔ تو آپؓ نے بتایا کہ آج تیسرا دن ہے گھر میں جَو کا ایک دانہ تک نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے فاطمہ! مجھ سے تم نے ذکر کیوں نہیں کیا کہ مَیں کوئی انتظام کرتا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میرے باپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصتی کے وقت نصیحت کی تھی کہ مَیں کبھی سوال کرکے آپ کو شرمندہ نہ کروں۔ یہ نہ ہو کہ آپ کے حالات ایسے ہوں اور مَیں سوال کروں اور وہ میری خواہش پوری نہ ہو سکے اور اس کی وجہ سے آپ پر بوجھ پڑے یا قرض لے کر پورا کریں یا ویسے دل میں ایک پریشانی پیدا ہو کہ مَیں اس کی خواہش پوری نہیں کر سکا۔ (ماخوذ از تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 136، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

تو یہ ایک ایسی بات ہے جو ہر عورت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ ہر اس عورت کے لئے جو خاوندوں سے ناجائز مطالبات کرتی ہے۔

پھر صبر کی ایک اور مثال ہے۔ علامہ ابن سعد نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ حضرت اُمِّ شریک نے اسلام قبول کیا تو ان کے مشرک عزیز و اقارب جو تھے وہ اُن کو دھوپ میں کھڑا کر دیا کرتے تھے اور ان کو اس حالت میں روٹی کے ساتھ شہد کھلاتے تھے تاکہ زیادہ گرمی لگے، حلق خشک ہو اور پھر پانی نہیں دیتے تھے۔ جب اس طرح تین دن گزر گئے تو مشرکین نے کہا کہ جو دین تم نے اختیار کیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ وہ تین دن رات کی جو فاقہ کشی تھی اس سے بالکل بدحواس ہو گئیں تھیں۔ مشرکین کی بات کا مطلب نہیں سمجھیں۔ جب ان لوگوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو وہ سمجھ گئیں کہ یہ لوگ مجھ سے توحید کا انکار کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ فوراً بولیں خدا کی قسم! میں تو اسی عقیدے پر قائم ہوں۔ (ماخوذ از تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 243، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

یہ نہیں کہ صرف خود ہی انہوں نے اسلام قبول کر لیا بلکہ ان کے متعلق آتا ہے کہ نہایت سرگرمی سے قریش کی عورتوں کو بھی اسلام کی دعوت دیا کرتی تھیں اور کوئی کسی قسم کی سختی ان کو اس کام سے نہیں روک سکی جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے سپرد کیا تھا اور جو اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے تھا۔

پھر حضرت اُمِّ عُبیسؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ایک لونڈی تھیں اور ابتدائی مسلمانوں میں سے تھیں اور اسلام لانے کی وجہ سے مکہ کا مشرک رئیس اسود بن عبد یغُوث ان پر بے پناہ ظلم کیا کرتا تھا لیکن وہ کسی صورت میں اسلام سے منحرف نہیں ہوتی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں خرید کر آزاد کیا۔
(ماخوذ از تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 249، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

پھر حضرت سمیعہ اُمِّ عمّار بن یاسر کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا نمبر اسلام قبول کرنے والوں میں ساتواں تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد کچھ دن اطمینان سے گزرے تھے کہ قریش کا ظلم و ستم شروع ہو گیا اور بتدریج بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ جو شخص جس مسلمان پر قابو پاتا تھا، طرح طرح کی دردناک تکلیفیں اسے دیتا تھا۔ حضرت سمیعہ کو بھی ان کے خاندان نے شرک پہ مجبور کیا لیکن وہ اپنے عقیدے پر نہایت شدت سے قائم رہیں۔ جس کا صلہ یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکہ کی جلتی اور تپتی ریت پر لوہے کی زِرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر سے گزرتے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے: آلِ یاسر صبر کرو، اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔ اور ابوجہل نے ایک دن ان کو ایک نیزہ مار کر شہید کر دیا۔
(اسد الغابہ جزء 6 صفحہ 155-156 باب سمیۃ ام عمار دارالفکر بیروت 2003ء)

حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کے بارہ میں آتا ہے کہ آپ اپنے خاوند سعید بن زید کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔ یہ اوائل اسلام کا واقعہ ہے۔ ان کے کچھ دنوں کے بعد ان کے بھائی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے جو کہ دراصل اُنہی کی وجہ سے مسلمان ہوئے تھے۔ بڑا مشہور واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قتل کے ارادہ سے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک صحابی سے ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا کہ کیا تم نے آبائی مذہب چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب اختیار کر لیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں لیکن پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہارے بہن اور بہنوئی نے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب قبول کر لیا ہے۔ حضرت عمر سیدھے بہن کے گھر پہنچے۔ دروازہ بند تھا اور وہ قرآن پڑھ رہی تھیں۔ ان کی آہٹ پا کر چھپ گئیں اور قرآن کے جو اجزاء تھے، صفحے تھے اور کتاب کی صورت میں تو ہوتا نہیں تھا، مختلف جگہوں پر لکھا ہوتا تھا، ان کو چھپا دیا۔ لیکن آواز حضرت عمر کے کان میں پڑ چکی تھی۔ پوچھا یہ کیا آواز تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں سن چکا ہوں کہ تم دونوں مرتد ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوئی سے لڑنے لگے۔ اُس کا گریبان پکڑا۔ حضرت فاطمہؓ بچانے کے لئے آگے آئیں تو اُن کو بھی مارا اور بال پکڑ کر گھسیٹے۔ اور اس قدر مارا کہ ان کا بدن لہولہان ہو گیا۔ اس کی مختلف روایتیں ہیں کہ ناک سے خون بہہ گیا، جب مکّا مارا۔ تو بہرحال اس روایت میں یہ ہے کہ اس حالت میں حضرت عمر کی بہن کے منہ سے نکلا کہ عمر! جو ہو سکتا ہے کر لو لیکن اب اسلام ہمارے دل سے نہیں نکل سکتا۔ اِن الفاظ نے حضرت عمر کے دل پر ایک خاص اثر کیا۔ بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ زخمی تو بہن پہلے ہی تھیں، دل نرم ہو رہا تھا۔ اُن کے بدن سے خون جاری تھا، یہ دیکھ کر اَور بھی رقّت پیدا ہوئی۔ فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھ کو بھی سناؤ۔ حضرت فاطمہ نے قرآن کے اجزاء لا کر سامنے رکھ دیئے۔ حضرت عمر اُن کو پڑھتے جاتے تھے اور ان پر رعب طاری ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک آیت پر پہنچ کر پکار اٹھے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔
(اسد الغابہ جلد 6 صفحہ 223 باب فاطمۃ بنت الخطاب دارالفکر بیروت 2003ء)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

(اسد الغابہ جلد3 صفحہ 644-643 باب عمر بن الخطاب دارالفکر بیروت 2003ء)
(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جزء8 صفحہ 271 باب فاطمۃ بنت الخطاب، دارا کتب العلمیہ بیروت 2005ء)

پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالمطلب کے بارے میں آتا ہے کہ غزوۂ اُحد کی طرح غزوہ خندق میں بھی انہوں نے نہایت ہمت اور استقلال کا ثبوت دیا۔ اور انصار کے قلعوں میں سب سے زیادہ مستحکم جو قلعہ تھا یہ بنوقریظہ کی آبادی سے ملا ہوا تھا۔ اُس کی حفاظت کے لئے حضرت حسّانؓ کو متعین کیا گیا۔ یہ ایک شاعر تھے۔ یہود نے یہ دیکھ کر کہ تمام جمعیت یعنی مسلمانوں کی تمام جو طاقت ہے اور تمام مسلمان لوگ ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کی طرف ہیں تو اُس طرف سے جو محفوظ جگہ تھی قلعے پر حملہ کر دیا اور قلعے کے پھاٹک تک پہنچنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا تو حضرت صفیہؓ نے دیکھ لیا اور حضرت حسّان سے کہا کہ اُتر کر قتل کر دو ورنہ یہ دشمنوں کو جا کر پتہ دیدے گا۔ کیونکہ مدینہ کا وہ حصہ کمزور تھا۔ حضرت حسانؓ نے معذوری ظاہر کی۔ حضرت صفیہؓ نے خیمے کی ایک چوب اکھاڑ لی اور اُتر کر یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ حضرت صفیہ چلی آئیں اور حسّان سے کہا کہ اب مَیں نے اس کو مارا ہے، سر پھٹ گیا، بیہوش پڑا ہے تم جا کر اس کو باندھ دو یا کپڑے اتار لو اور اُس کا سر کاٹ کے قلعے کے نیچے پھینک دو تا کہ یہودی مرعوب ہو جائیں۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اور یہ کام بھی حضرت صفیہؓ کو ہی کرنا پڑا۔ اس طرح پھر یہودیوں کو اس طرف سے حملے کی جرأت نہیں ہوئی۔
(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جزء 8 صفحہ 214، کتاب النساء حرف الصاد المہملۃ، دارا کتب العلمیہ بیروت 2005ء)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے دن جب لوگ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دُور ہو گئے تو میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمّ سُلیمؓ کو دیکھا کہ یہ دونوں اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے کپڑے سمیٹے ہوئے تھیں اور میں ان کے پاؤں دیکھ رہا تھا کہ پانی کی مشقیں اٹھائے ہوئے لا رہی تھیں اور ان لوگوں کو یعنی زخمیوں کو پلا رہی تھیں اور لَوٹ جاتیں اور پھر اَور مشقیں بھر کر لاتیں اور اُن کو پلانے لگتیں۔ تو اس طرح یہ خواتین بھی جنگ کے دنوں میں خدمات کیا کرتی تھیں۔ (صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ النساء وقتالہن مع الرجال حدیث 2880 دارالکتاب العربی بیروت 2004ء)

ایک روایت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ماں کے لئے سب سے بڑی قربانی بچے کی ہوتی ہے مگر میں اس کے لئے بھی ایک عورت کی مثال پیش کرتا ہوں جو پہلے شدید کافرہ تھی۔ ایرانیوں کے ساتھ ایک جنگ میں مسلمانوں کو سخت شکست ہوئی۔ وہ اس کا ازالہ کرنے کے لئے، شکست کا بدلہ لینے کے لئے پھر جمع ہوئے۔ مگر پھر ایرانی کثرتِ تعداد اور جو جنگ کا ساز و سامان تھا اُس کی وجہ سے غالب ہوتے نظر آ رہے تھے۔ ہاتھیوں کے ریلے کا مقابلہ بھی ان سے مشکل سے ہوتا تھا چنانچہ آخری دن کی جنگ میں بہت سے صحابہ مارے گئے۔ آخر مسلمانوں نے مشورہ کیا کہ اگلے روز آخری فیصلہ کُن جنگ کی جائے تو خنساء نامی ایک عورت جو بڑی شاعرہ اور ادیب گزری ہے، اس کے چار بیٹے تھے۔ انہوں نے اپنے چاروں بیٹوں کو بلایا اور کہا: میرے بچو! میرے تم پر بہت سے حقوق ہیں۔ تمہارا باپ جواری تھا۔ میں نے چار دفعہ اپنے بھائی کی جائیداد تقسیم کرا کر اُسے دی مگر اس نے چاروں دفعہ جوئے میں برباد کر دی۔ گویا نہ صرف یہ کہ اپنی جائیداد دی بلکہ میرے بھائی کی جائیداد بھی لٹا گیا۔ مگر اس کے باوجود اس کی موت کے بعد میں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اور اس کے خاندان کو بٹّہ نہیں لگایا اور بڑی محنت سے تم لوگوں کی پرورش کی۔ آج اس حق کو یاد کرا کر میں تم سے مطالبہ کرتی ہوں یا تو تم جنگ میں فتح حاصل کر کے آنا یا مارے جانا، ناکامی کی حالت میں مجھے واپس آکر منہ نہ دکھانا ورنہ میں تمہیں اپنا یہ حق نہ بخشوں گی۔ اس جنگ کی تفصیل ایسی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ہر مسلمان اپنی جان کو میدانِ جنگ میں اس طرح پھینک رہا تھا جس طرح کھیل کے میدان میں فُٹبال پھینکا جاتا ہے۔ عین دوپہر کے وقت جب معرکۂ جنگ نہایت شدّت سے ہو رہا تھا تو خنساء آئیں اور انہوں نے دیکھا کہ اس معرکے سے بہادروں کا واپس آنا مشکل ہے۔ انہوں نے اس وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے خدا! میں نے اپنے بچے دین کے لئے قربان کر دیئے ہیں، اب تُو ہی ان کی حفاظت کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ جنگ فتح ہوگئی اور ان کے بچے بھی زندہ واپس آ گئے۔

پھر ایک واقعہ کا ذکر اس طرح ہے۔ ہندہ کی مثال ہے۔ اُن کے خاوند ابوسفیان نے بیس سال تک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور فتح مکہّ پر مسلمان ہوئے تو ہندہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شدید بغض رکھتی تھیں۔ جنگ اُحد میں حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے ہی ان کے ناک اور کان کٹوائے تھے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ ان کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ اُحد کی جنگ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور اس طرح مسلمان شہداء کی لاشیں کفار کے رحم و کرم پر تھیں۔ حضرت حمزہؓ نے ایک خاص آدمی کو مارا تھا تو اُس وقت ہندہ نے جیسا کہ میں نے کہا، ان کی لاش کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا۔ اس کا مُثلہ کروایا تھا۔ وہ اسلام کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خطرناک دشمن تھیں۔ فتح مکہّ کے بعد وہ اور ان کے خاوند ابوسفیان بھی جب ایمان لائے اور ان کے لڑکے حضرت معاویہ بھی ایمان لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی نے اُن کی کایا پلٹ دی۔ پھر وہ لوگ اسلام کے لئے لڑے اور اسلام کی بڑی خدمت کی۔ تو کہتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقعہ پر ہرقل کی فوجوں کے سامنے سخت معرکہ درپیش تھا۔ مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ساٹھ ہزار تھی اور دشمن کی تعداد دس لاکھ بعض نے لکھی ہے اور بعض عیسائی مؤرخین نے تین چار لاکھ بھی لکھی ہے۔ تو بہر حال مسلمانوں سے کم از کم پانچ چھ گناہ زیادہ تعداد تھی۔ تو ایک دفعہ دشمن کی طرف سے ایسا سخت حملہ ہوُا کہ مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ ہندہ نے جو اپنے خیمے میں تھیں، جب غبار اُٹھتا دیکھا۔ جب پیچھے ہٹ رہے تھے مٹی اُٹھتی دیکھی تو کسی سے پوچھا کہ یہ کیسا غبار ہے؟ تو اُس نے بتایا کہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی ہے، وہ پسپا ہو رہے ہیں۔ ہندہ نے عورتوں سے کہا کہ اگر مردوں نے شکست کھائی ہے اور اسلام کے نام کو بٹّہ لگایا ہے تو آؤ ہم مقابلہ کریں۔ عورتوں نے اُن سے دریافت کیا کہ ہم کس طرح مقابلہ کر سکتی ہیں؟ انہوں نے کہا ہم مسلمانوں کے گھوڑوں کو ڈنڈے ماریں گی اور کہیں گی تم نے پیٹھ دکھائی ہے تو اب ہم آگے جاتی ہیں۔ اُس وقت ابوسفیان اور دوسرے صحابہ واپس آ رہے تھے کیونکہ ریلا بہت سخت تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ہندہ آگے آئیں اور اُن کے گھوڑوں کو ڈنڈے مارنے شروع کر دیئے۔ ہندہ نے ابوسفیان سے کہا تم تو کفر کی حالت میں بھی اپنی بہادری کی بہت شیخیاں مارا کرتے تھے۔ مگر اب مسلمان ہو کر اس قدر بزدلی دکھا رہے ہو حالانکہ اسلام میں تو شہادت کی موت زندگی ہے۔ اس پر ابوسفیان نے مسلمانوں سے کہا کہ واپس چلو، ہندہ کے ڈنڈے دشمن کی تلوار سے زیادہ سخت ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے پھر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو فتح عطا فرمائی۔ (ماخوذ از الفضل قادیان 29 نومبر 1934، صفحہ 7 جلد 22 شمارہ 66)

تو یہ ایک عورت تھی جس نے اس جنگ کی کایا پلٹوائی۔

حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں یرموک کی ہولناک لڑائی پیش آئی تو شوقِ جہاد نے حضرت اسماءؓ کو گھر نہ بیٹھنے دیا۔ وہ اپنے اہلِ خاندان کے ہمراہ اس لڑائی میں شریک ہوئیں اور بڑی ثابت قدمی سے دادِ شجاعت دی۔ ایک موقع پر عیسائی مسلمانوں کو دباتے دباتے عورتوں کے خیموں تک آ پہنچے۔ جنگ ہو رہی تھی، عیسائی فوج زیادہ تھی انہوں نے اتنا سخت حملہ کیا کہ مسلمان پیچھے ہٹتے ہٹتے عورتوں کے خیموں تک آ گئے۔ حضرت اسماء اور دوسری دخترانِ اسلام جو وہاں بیٹھی تھیں، انہوں نے خیموں کی چوبیں اتار لیں۔ لکڑیاں جو تھیں، بانس لگے ہوئے تھے وہ اتار لیے اور دشمنوں پر پل پڑیں اور ان کو پیچھے دھکیل دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس لڑائی میں حضرت اسماء نے تنہا اپنی لکڑی سے نو رومیوں کو قتل کیا۔ (تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 399، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

پھر حضرت ازدہؓ بنتِ حارث کے متعلق آتا ہے جو ایک صحابی سیدنا حضرت عتبہ بن غزوان کی اہلیہ تھیں کہ انہوں نے عراق اور عرب کے کئی معرکوں میں اپنے شوہر کے ساتھ مجاہدانہ شرکت کی۔ روایت میں لکھا ہے کہ دریائے دجلہ کے قریب اہلِ میسان اور مسلمانوں کے درمیان خونریز لڑائی ہوئی۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت مغیرہؓ عورتوں کو میدانِ جنگ سے بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ جس وقت دونوں فوجوں میں گھمسان کی جنگ جاری تھی ازدہ نے عورتوں سے کہا: اس وقت اگر ہم مسلمانوں کی مدد کرتے تو نہایت مناسب تھا۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے دوپٹے کا ایک بڑا علم بنایا، دوپٹے سے جھنڈا بنایا۔ اور دوسری خواتین نے بھی اپنے اپنے دوپٹوں سے چھوٹے چھوٹے جھنڈے بنا لئے۔ پھر یہ سب اپنے جھنڈے لہراتی ہوئیں، جنگ کا جو موقعہ تھا اس کے قریب پہنچ گئیں اور اہلِ میسان نے جو مسلمانوں کے مخالفین اور دشمن تھے انہوں نے سمجھا کہ مسلمانوں کے لئے کوئی نئی مدد آ گئی ہے اور تازہ دم فوج آ گئی ہے۔ اُن کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 458-457، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

تو یہ تھی اس وقت عورتوں کی حاضر دماغی اور بہادری اور جرأت کہ کس طرح انہوں نے مردوں کی مدد کی اور جنگ کی کایا پلٹ دی۔

.............................**(باقی آئندہ)**

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

جاپان

ٹوکیو کے علاقہ Waseda میں منعقدہ بین المذاہب کانفرنس میں شرکت

مکرم انیس احمد ندیم صاحب مبلغ سلسلہ جاپان کی طرف سے ٹوکیوں کے علاقہ Waseda میں منعقدہ بین المذاہب کانفرنس کی مرسلہ رپورٹ میں آپ نے بتایا ہے کہ 26 جولائی 2015ء کو اس کانفرنس میں اسلام، شنتو ازم، بدھ ازم اور عیسائیت کے نمائندگان کے علاوہ ماہرین تعلیم نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر قرآن کریم کی نمائش لگائی گئی اور اسلام کے تعارف پر مشتمل مختلف کتب اور فولڈرز تقسیم کئے گئے۔ قرآن کریم کا جاپانی ترجمہ غیر معمولی دلچسپی کا باعث رہا۔

اسلام کی نمائندگی مکرم انیس احمد ندیم صاحب مبلغ انچارج جاپان نے کی۔ آپ نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی اور اپنی تقریر میں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مذاہب کے احترام کی تعلیم دی ہے اور اس تعلیم کے روشن نمونے قرآن کریم میں جا بجا موجود ہیں۔ قرآن کریم میں متعدد مرتبہ حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر خیر کیا گیا ہے اور ان نبیوں کے ماننے والوں کی بھی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔

حاضرین کی اکثریت اس بات کا اقرار کرتے رہے کہ قرآن کریم کا یہ اسلوب واقعی امن و آشتی کا بیج بونے والا ہے۔

نمائندگان کی تقاریر کے بعد سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی۔

"الفضل" کا مطالعہ دعوت الی اللہ اور تربیت کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں

احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر178)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اگست اور ستمبر 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے،اسیران کی رہائی کے سامان فرمائے اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔آمین

ربوہ میں اینٹی احمدیہ کانفرنس

ربوہ 7/ستمبر 2015ء: ملاّں 7/ستمبر کے دن کو آئینِ پاکستان کی دوسری ترمیم کی یادگار کے طور پر مناتے ہیں۔بھٹو دورِحکومت میں 1974ء میں کی جانے والی اس ترمیم میں احمدی مسلمانوں کو آئینی اور قانونی اغراض کے لئے'ناٹ مسلم' قرار دے دیا گیا تھا۔

ملاّں ایک عرصہ سے اس دن کو ملک گیر جلسوں اور کانفرنسوں کے ساتھ celebrate کرتے دکھائی دیتے ہیں۔دیگر شہروں کی طرح احمدیوں کے مرکزی شہر ربوہ میں بھی اس روز اینٹی احمدیہ کانفرنس کی جاتی ہے۔یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ ربوہ کی پچانوے فیصد آبادی احمدیوں پر مشتمل ہے اور اس کانفرنس میں شمولیت کرنے والے اکثر لوگ ربوہ سے تعلق نہیں رکھتے۔معلوم ہوتا ہے کہ دور اور قریب سے آنے والے یہ لوگ اس شہر کے امن پسند باسیوں اور ان کے بزرگان کے خلاف ناحق اور نازیبا بیانات دینے اور شاید اگر یہ کہا جائے کہ برملا گالیاں دینے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ہر سال انتظامیہ سے رابطہ کر کے ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس اشتعال انگیز کانفرنس کے انعقاد کی اجازت نہ دی جائے،لیکن انتظامیہ شاید کسی مصلحت کے تحت ایسا کرنے سے گریز کرتی ہے اور ملاّں بڑے زور وشور سے اس کانفرنس کا انعقاد کرتے ہیں۔امسال بھی ایسا ہی تجربہ میں آیا۔

اس کانفرنس کے دو اجلاسات ہوئے۔ پہلا سیشن دوپہر اڑھائی بجے سے شام پانچ بجکر پچاس منٹ تک ہوا۔جبکہ دوسرا اجلاس رات نو بجے شروع ہو کر صبح پونے تین بجے تک جاری رہا۔متعدّد ملاّؤں نے اس کانفرنس میں شرکت کی اور احمدیوں اور ان کے بزرگان کے خلاف جھوٹ اور ملمّع سازی کے ساتھ ساتھ تقاریر کرتے ہوئے عوام میں اشتعال پیدا کیا اور انہیں احمدیوں کے خلاف کارروائیاں کرنے پر اکسایا۔کانفرنس میں تقریریں کرنے والوں میں قاری شبیر عثمانی، محمد حنیف، عطاء المہیمن بخاری، ثناء اللہ فاروقی، احمد شعیب، احمد علی سراج، یونس حسن، اسد اللہ، محمد امجد، محمد طیب، زاہد محمود قاسمی، طاہر محمود اشرفی، کفایت اللہ اور عبدالحفیظ مکی شامل ہیں۔

روزنامہ پاکستان کے شمارہ 8/ستمبر 2015ء میں درج ذیل خبر شائع کی گئی۔

''چناب نگر (نامہ نگار) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے زیر اہتمام مرکز ختم نبوت جامعہ عثمانیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقدہ 28 ویں سالانہ انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس روائتی جوش وخروش سے شروع ہوگئی۔ملک کے مختلف شہروں قصبوں و دور دراز علاقوں سے مجاہدین ختم نبوت کی قافلوں کی صورت میں آمد جاری ہے...... سالانہ انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس سے مجلس احرار اسلام کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ...... آئین پاکستان میں قادیانیت کے بارے میں دفعات کے خلاف ہر سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا......قادیانیوں کی یہود ونصاریٰ کے ساتھ روابط کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔قادیانی آئین پاکستان اور پاکستانی قوم سے انتقام لینے کے لئے باؤلے ہو چکے ہیں۔...... قادیانی اپنی تمام تر ابلیسی چالوں کو بروئے کار لا کر آئین کی بساط کو لپیٹنا چاہتے ہیں۔...... 7/ستمبر کی تاریخ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے حوالے سے،26/اپریل کی تاریخ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے حوالہ سے قوم کے لئے قابل فخر تاریخیں ہیں اور ان فیصلوں کے خلاف کی جانے والی ہر سازش کو ناکام بنادیں گے۔انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر مولانا قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ...... قادیانی گروہ نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں بلکہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے خلاف بھی اس کے جذبات سخت معاندانہ ہیں۔'' ایک مقرر نے یہ بھی کہا کہ'قادیانیت ایک بین الاقوامی فتنہ ہے اور قادیانی ایک دہشت گرد تنظیم ہیں جس کا مرکز چناب نگر ہے۔قادیانیوں کو ختم کرنا ہم سب کا فرض ہے۔...... صلیبی جنگوں کے نام لیوا نصاریٰ اور یہود قادیانیوں کے فتنہ کے پیچھے ہیں۔'

اس کانفرنس میں ایک قرارداد بھی پاس کی گئی جس کے چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں:

''۔یہ کانفرنس پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما واجد شمس الحسن کے بیان کی شدید مذمّت کرتی ہے۔(یاد رہے کہ واجد شمس الحسن نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2015ء کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے احمدیوں کو'غیر مسلم' قرار دینے کے فیصلہ کو ایک غلطی قرار دیا تھا)۔

۔یہ کانفرنس قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر اظہارِ تشویش کرتی ہے۔

۔قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے۔

۔قادیانیوں کے پریس کو سِیل کر دیا جائے۔

قادیانیوں کے ٹی وی (مسلم ٹیلیویژن احمدیہ) کی نشریات پر پاکستان میں پابندی عائد کی جائے کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے اور مسلمانوں کے ایمان خراب ہو رہے ہیں۔

۔پاکستان میں قادیانیوں کے رسائل اور جرائد کی اشاعت وترویج پر پابندی عائد کی جائے۔

اس جلسہ کی رپورٹنگ متعدد بڑے اخبارات میں کی گئی جن میں سے روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ جنگ، روزنامہ پاکستان، روزنامہ دنیا، روزنامہ اسلام، روزنامہ خبریں، روزنامہ دن اور روزنامہ اوصاف نے تحفظِ ختمِ نبوّت اور ملاّں کے احمدیوں کو'غیر مسلم' قرار دینے کے موضوع پر خصوصی اشاعتیں شائع کی گئیں۔

جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر کے خلاف کارروائی جاری ہے

ربوہ، (چناب نگر)؛22/ستمبر 2015ء: ڈی ایس پی نے ایک میٹنگ میں یہ بات اپنی انتظامیہ سے کہی کہ متحدہ علماء بورڈ پنجاب کی سفارش پر وزارتِ داخلہ صوبہ پنجاب نے درج ذیل احمدیہ کتب کے خلاف کارروائی کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں:

1۔تفسیرِ صغیر (ترجمہ قرآن کریم مع مختصر تفسیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ 2۔قرآنِ مجید (سرائیکی ترجمہ) اور 3۔قرآن مجید (ترجمہ اور مختصر نوٹس از حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ)۔

متحدہ علماء بورڈ کے علماء کے مطابق پنجاب قرآن پرنٹنگ اور ریکارڈنگ کے قوانین 2011 ایکٹ نمبر 13 کی ترمیم جاری کردہ 19/دسمبر 2014ء نیز آئینِ پاکستان کی دفعہ 260 کے مطابق کسی'غیر مسلم' کو قرآن کریم کی پرنٹنگ کرنے اور پرنٹنگ کے کسی مرحلہ میں شامل ہونے کی اجازت نہیں۔ جبکہ احمدی جو کہ قانونی طور پر 'غیر مسلم' قرار دیے جا چکے ہیں اپنے شائع کردہ مذکورہ بالا قرآن کریم اور ان کے تراجم کو نہ صرف پرنٹ کر رہے ہیں بلکہ کھلے عام فروخت بھی کر رہے ہیں۔اس طرح یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں کو کفر کی طرف مائل کرتے ہیں۔بورڈ کی جانب سے یہ تجویز دی گئی کہ ان تراجم قرآن کریم کو شائع کرنے اور انہیں تقسیم کرنے میں شامل ہر احمدی کے خلاف اگر وہ بقیدِ حیات ہے سخت اقدامات کیے جانے چاہئیں اور انہیں قرارواقعی سزا دینی چاہیے۔

یاد رہے کہ حکومتِ پنجاب کے تحت کام کرنے والے اسی علماء بورڈ کی سفارشات پر اسی سال مئی کے مہینہ میں جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر میں خاص اہمیت کی حامل متعدد کتب پر پابندی عائد کی گئی تھی۔ان کتب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تصنیفاتِ لطیفہ کا مجموعہ روحانی خزائن بھی شامل تھا۔

آئینِ پاکستان کی دفعہ 20 کے مطابق ہر مذہب کے پیروکار کو اپنے مذہب پر عملدرآمد کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔حکومتِ پنجاب کی انتظامیہ ملاّں کا ساتھ دیتے ہوئے'قانون کی پاسداری' کے نام پر قانون کی ہی دھجیاں اڑاتی نظر آتی ہے۔

ملاّں کی شرانگیزیاں

پاکستان میں ملاّں کو جماعتِ احمدیہ کے خلاف بیان بازی کی کھلی کھلی اجازت ہے جبکہ احمدیوں کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز کو اکثر اخبار شائع کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ملاّں اپنی شعلہ بیانیوں سے اسلام کے خوبصورت نام پر اپنی دکانیں چمکاتے ہیں اور دہشت گردی اور شدّت پسندی کے خلاف کارروائی کا اعلان کرنے والی حکومتی مشینری ان کے خلاف کچھ کارروائی کرتی دکھائی نہیں دیتی۔

روزنامہ دنیا فیصل آباد کی 19/ستمبر 2015ء کی اشاعت میں درج ذیل خبر شائع کی گئی:

''قادیانی ریاست کے غدار ہیں،

پابندی لگائی جائے،عبداللطیف

دہشت گردی کرنے والوں کا اسلام

اور مدارس سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے

کمالیہ (نمائندہ دنیا) مجلس احرارِ اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قادیانی جماعت اکھنڈ بھارت کا مذہبی عقیدہ رکھتی ہے اس پر پابندی لگائی جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عملدرآمد کیا جائے۔وہ جامع مسجد کریمیہ کمالیہ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔انہوں نے کہا کہ مسلمان کبھی دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔دہشت گردی کرنے والوں کا اسلام اور مدارس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔قادیانیوں نے 1974ء کی قرارداد اقلیت اور 1984ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کو تسلیم نہیں کیا،اس لحاظ سے قادیانی ریاست کے غدّار ہیں۔ربوہ کا سرچ آپریشن ہو تو ان کی دہشت گردی عیاں ہو جائے گی۔''

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے اپنی 17/ستمبر کی اشاعت میں درج ذیل بیان شائع کیا:

''علمائے اہلحدیث کی تحفظ ختم نبوت کے لئے خدمات

تابناک اور نمایاں ہیں: عبدالرشید

دشمن قوتیں مسلمانوں کی طاقت کو پارہ پارہ کرنا چاہتی

ہیں،عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا بنیادی جزو ہے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ضلعی امیر عبدالرشید حجازی نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ قادیانی اسلام و پاکستان کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ان کی منفی وخفیہ سرگرمیاں وطن عزیز کو دیمک کی طرح کھائے جا رہی ہے۔اس کی سرکوبی کے لئے علماء اہلحدیث کی خدمات تابناک اور سب سے نمایاں ہیں...... سینکڑوں علماء نے ختم نبوت میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا ہے۔...... 7/ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں قادیانیوں کو متفقہ طور پر کافر قرار دے کر ایک تاریخ ساز کارنامہ سرانجام دیا جسے رہتی دنیا تک سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔حکومت کو آج ایک مرتبہ پھر ضرورت ہے کہ وہ ملک کے اعلیٰ عہدوں پر بیٹھے یہودی نواز انگریز اور سامراج پٹھوؤں کو فی الفور اعلیٰ عہدوں سے برطرف کر کے محبتِ رسول ﷺ کا ثبوت دیں کیونکہ جتنا نقصان قادیانیوں نے اسلام کو پہنچایا ہے کسی دوسرے نے نہیں پہنچایا۔''

(باقی آئندہ)

بقیہ: وضو کا طریق ، اس کی حکمتیں اور متعلقہ مسائل۔

از صفحہ 4

مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے عذر کیا کہ مجھے شک ہے کہ میرے کپڑے صاف نہیں۔ اس لئے میں نماز نہیں پڑھاتا۔نماز کوئی اور پڑھاوے۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ان کپڑوں میں کیا آپ کی نماز ہو جائے گی؟ مولوی صاحب نے عرض کیا ہاں نماز تو ہو جائے گی۔اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر آپ کو یقین ہے کہ آپ کی نماز ان کپڑوں میں ہو جائے گی تو پھر نماز پڑھائیں۔آپ کی اقتداء میں ہماری نماز بھی ہو جائے گی۔

(اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 189 نیا ایڈیشن روایت حضرت منشی برکت علی صاحب شملوی)

سجدہ والی جگہ پاک ہو تو نماز ہو جاتی ہے

حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے سنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر سجدہ والی جگہ پاک ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر چٹائی یا دری وغیرہ پاک نہ ہو یا مشتبہ ہوگئی ہو تو کوئی ایسا پاک کپڑا ڈال کر نماز ہو جاتی ہے جو صرف سجدہ والی جگہ کو ڈھانپ سکے۔

میں نے اس وقت اس فتویٰ کی حکمت پر غور کیا تھا اور مجھے یہ سمجھ آیا تھا کہ حضرت صاحبؑ نے یہ استنباط بعض وقت جوتی سمیت نماز پڑھ لینے کے جواز سے فرمایا ہوگا۔

(اصحابِ احمد جلد 6 صفحہ 126، 127 روایت قاضی عبدالرحیم صاحب۔نیا ایڈیشن)

☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت محمد طفیل بٹالوی صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/اگست 2011ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت محمد طفیل بٹالوی صاحبؓ کا مختصر سوانحی خاکہ شائع ہوا ہے۔

حضرت محمد طفیل بٹالوی صاحبؓ 1883ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّرؓ سے آپ کے دیرینہ تعلقات تھے اور اُنہی کی تحریک سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔

جس زمانہ میں قادیان تک ریل نہیں گئی تھی متعدد اکابرینِ سلسلہ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بھی بعض اوقات حضرت محمد طفیل بٹالوی صاحبؓ کے ہاں (بٹالہ میں) قیام فرماتے تھے۔ آپؓ مدرسہ احمدیہ میں برسوں تک نہایت محنت اور خلوص سے مدرّسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ خدمت خلق آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ قادیان کی لوکل کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں قادیان کے اندرون شہر کا قریباً سارا انتظام بطور ناظم جلسہ آپ کے سپرد ہوتا تھا۔ بعض دیگر اہم خدمات بھی بجالانے کا بھی آپ کو موقعہ ملا۔

20/اگست 1950ء کو بمقام لائلپور (فیصل آباد) آپؓ نے انتقال فرمایا اور ربوہ میں قائم موصیوں کے قبرستان میں امانتاً سپرد خاک ہوئے۔

مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ
(اہلیہ محترم ڈاکٹر عبدالرحمان صدیقی صاحب)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 و 19 مئی 2011ء میں مکرمہ امۃ الشافی صاحبہ کے قلم سے اپنی پھوپھی اور خوشدامن مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر عبدالرحمان صدیقی صاحب (والدہ محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی شہید) کا تفصیلی ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں 6 جولائی 2012ء کے شمارہ کے الفضل ڈائجسٹ میں بھی آپ کے بارہ میں ایک مضمون شائع ہو چکا ہے۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ کی دوسری صاحبزادی محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ 1921ء میں قادیان کے اُس مکان میں پیدا ہوئیں جو حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی ملکیت تھا اور دارالمسیح سے ملحق تھا۔ یہ مکان حضرت ڈاکٹر صاحبؓ کو حضرت مصلح موعودؓ نے رہائش کے لئے عطا فرمایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ کو اکثر دارالمسیح میں جانے اور وہاں پاکیزہ افراد کی صحبت میں رہنے کا موقع ملتا تھا۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ بھی حضورؓ کے لئے دوا اپنے کسی بچے کے ہاتھ ہی بھجواتے۔ حضرت امّاں جانؓ بھی اکثر آپ کے ہاں تشریف لایا کرتیں۔

محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے قادیان میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور مڈل کے بعد دینیات کلاس میں داخل ہوگئیں۔ اس کلاس کے تین سالہ نصاب کی تکمیل اور کلاس میں اوّل آنے پر آپ نے حضورؓ سے طلائی تمغہ بھی حاصل کیا۔ پھر آپ نے اگلے ہی سال میٹرک کا امتحان دینے کا ارادہ کیا۔ نصاب زیادہ تھا اور وقت بہت کم تھا۔ ایک روز آپ حضورؓ کی خدمت میں دوائی پیش کرنے گئیں تو ساتھ اپنا جیومیٹری بکس بھی لے لیا اور حضورؓ کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ حضورؓ نے جیومیٹری بکس کی چیزیں ہاتھ میں پکڑیں اور اندر کمرہ میں تشریف لے گئے پھر باہر آ کر آپ کو چیزیں واپس کرکے فرمایا کہ مَیں نے دعا کردی ہے۔ جب امتحان ہوا تو آپ نے صوبہ پنجاب میں اوّل پوزیشن حاصل کی اور طلائی تمغہ اور وظیفہ بھی حاصل کیا۔ پھر مزید تعلیم کے لئے آپ لاہور آگئیں اور اسلامیہ کالج سے B.A. اور پھر پنجاب یونیورسٹی اورئینٹل کالج سے 1948ء میں عربی میں M.A. کرلیا۔ بعدازاں کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان میں لیکچرار رہیں۔ تعلیم اور ملازمت کے سارے عرصہ میں پردہ کی سخت پابند رہیں۔

زمانۂ طالبعلمی کے دوران آپ کو جماعتی خدمات کی بھی توفیق ملتی رہی۔ 1946ء کے انتخابات کے موقع پر خواتین کو ووٹ ڈالنے کی تربیت بھی دیتی رہیں۔ جلسہ سالانہ پر بھی باقاعدہ ڈیوٹی دیتیں۔ آپ کا دینی اور دنیاوی علم بہت وسیع تھا۔ حافظہ بھی غیرمعمولی تھا۔ پرانے واقعات بھی مکمل جزئیات کے ساتھ بیان کرتیں۔

1950ء میں آپ کی شادی حضرت مصلح موعودؓ کی تجویز پر محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب سے ہوگئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک سال قبل ہی حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر میرپورخاص میں رہائش اختیار کی تھی۔ شادی کے بعد محترمہ سلیمہ صاحبہ نے میرپورخاص میں نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزارا۔ اس دوران اپنے شوہر کے ضلعی امارت سے متعلقہ امور میں معاونت کے علاوہ آپ بھی 37 سال تک شہر کی صدر لجنہ رہیں۔ شہر کی معزز خواتین میں آپ بہت مقبول تھیں۔ Apwa تنظیم کی لمبا عرصہ ممبر اور جنرل سیکرٹری بھی رہیں۔ بچیوں کے 'صنعتی گھر' کی انچارج بھی رہیں۔ ضرورتمند خواتین کی ہرممکن مدد کرتیں لیکن پردہ کے معیار کو ہمیشہ قائم رکھا۔

شادی کے بعد لمبا عرصہ جب اولاد نہ ہوئی تو محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کو لوگوں نے دوسری شادی کا مشورہ بھی دیا۔ لیکن اُن کا جواب یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر اولاد دینی ہے تو اسی بیوی سے دے گا، مَیں بلاوجہ اس کو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ چنانچہ شادی کے ساڑھے گیارہ سال بعد عبدالمنان صدیقی جیسا خوش بخت فرزند عطا ہوا۔

محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب چونکہ دل کے مریض تھے اس لئے آپ ان کے آرام کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ اپنی ذہانت اور دُوراندیشی کی وجہ سے کلینک اور زمینوں کا حساب کتاب اور معاملات خود طے کرلیتیں تاکہ آپ کے شوہر پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔ احمدیہ مرکز آپ کی ہمسائیگی میں تھا۔ جب تک وہاں خادم مسجد کا انتظام نہ ہوگیا اس وقت تک اس کی نگرانی اور مہمانوں کے لیے کھانے کا انتظام بھی آپ کرتی رہیں۔ اس خاندان کو خلفاء کرام کے سندھ کے دورہ جات کے مواقع پر مہمان نوازی کا شرف بھی حاصل ہوتا رہا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے کئی بار آپ کے گھر کو برکت بخشی اور کئی بار کھانا یا ناشتہ آپ کے گھر سے سٹیشن پر اُس ریل گاڑی کی آمد کے وقت پہنچایا جاتا رہا جس میں حضورؓ سفر کررہے ہوتے۔ ایک بار جب حضرت مصلح موعودؓ آپ کے گھر تشریف لائے تو محترم ڈاکٹر عبدالرحمان صدیقی صاحب بعارضہ قلب بیمار تھے۔ حضورؓ نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''آپ اٹھ کر چلنے کی کوشش کریں لیٹے نہ رہیں۔ انشاءاللہ ٹھیک ہوجائیں گے''۔ حضورؓ کی دعاؤں کے طفیل ڈاکٹر عبدالرحمان صدیقی کو دل کی بیماری کے باوجود ایک لمبی عمر عطا ہوئی اور جماعت کی خدمت اور خدمت خلق کی بھی خوب توفیق ملی۔ آپ کے طبّی مرکز کا نام بھی ہمیشہ ''فضل عمر'' کے حوالہ سے منسوب رہا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کے مکان کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1966ء میں رکھا تھا جب حضورؒ احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے میرپورخاص تشریف لائے تھے۔ 1980ء میں حضورؒ آپ کے ہاں دوبارہ تشریف فرما ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی دو دفعہ 1983ء اور 1984ء میں آپ کے ہاں تشریف لائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ پہلے بحیثیت ناظر اعلیٰ جب سندھ کے دورہ پر تشریف لاتے تو کچھ وقت میرپورخاص میں قیام فرماتے۔ اپریل 1998ء میں محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کی وفات ہوئی تو اُن کا جنازہ بھی حضور انور نے ہی پڑھایا تھا۔ 2005ء میں بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود صرف حضور انور کی ملاقات کی خاطر لندن کا سفر اختیار کیا۔

1997ء میں ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب امیر ضلع میرپورخاص وتھر منتخب ہوئے۔ اس سے پہلے انہوں نے بحیثیت سیکرٹری امور عامہ میرپورخاص، قائد علاقہ خدام الاحمدیہ ونگران صوبہ سندھ مجلس خدام الاحمدیہ بھی خدمات سرانجام دیں۔ ان کے لیے آپ بہت دعائیں کرتیں اور مفید مشوروں سے نوازتیں۔ 2001ء میں جب مجھے بحیثیت صدر لجنہ اماءاللہ میرپورخاص خدمت کی توفیق ملی تو میری بھی ہرممکن راہنمائی فرماتیں اور دعاؤں سے مدد کرتیں۔ میرے بچوں کی تربیت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

آپ کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ بچوں کو حساب اور اردو کے مضامین میں مدد کرتیں، تاریخ اور جغرافیہ کا بھی کافی علم تھا۔ بچوں کو بہت پیار دیتیں، ان کے ساتھ لُڈو کھیلتیں، کہانیاں سناتیں اور لطیفے بھی سناتیں۔

صحت کافی کمزور تھی لیکن پھر بھی ہمت نہ ہارتی تھیں۔ اپنے آپ کو تلاوت قرآن، مطالعہ کتب اور MTA کے دیکھنے میں مصروف رکھتی تھیں۔ کسی تکلیف یا اپنی بیماری کا بےجا اظہار نہ کرتیں بلکہ دعاؤں میں مصروف رہتیں۔

ملازمین سے آپ کا بہت اچھا سلوک ہوتا، ان سے نرمی سے بات کرتیں اور سختی نہ کرتیں۔ ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھتیں۔ اکثر پرانی کام کرنے والی عورتیں آجاتیں تو آپ ان کی بھی ضرور مدد کرتیں۔ سلسلہ کے بزرگان کا بےحد احترام کرتی تھیں اور ہمیں بھی اسی کی تلقین کرتی تھیں۔ اطاعتِ خلافت آپ کا شیوہ تھا۔ خلافت جوبلی کے جلسہ میں شمولیت کے لئے مجھے اور ڈاکٹر صاحب کو اصرار کے ساتھ لندن بھیجا۔ 27 مئی کو جب حضور کا MTA پر خطاب نشر ہوا تو آپ کمزوری کی وجہ سے لیٹ کر دیکھ رہی تھیں لیکن جب عہد دہرانے کے لیے حضور نے فرمایا کہ کھڑے ہوکر میرے ساتھ یہ عہد دہرالیں تو اطاعت میں بڑی چستی کے ساتھ کھڑی ہوگئیں اور عہد دہرایا۔ بعد میں اس فکر کا اظہار کرتیں کہ ہم اس عہد کو نبھانے والے کس طرح بنیں گے!۔

8 ستمبر 2008ء کو جب آپ کے اکلوتے فرزند نے جام شہادت نوش کیا تو میرے لیے یہ بہت کٹھن مرحلہ تھا کہ کس طرح آپ کو یہ اطلاع دوں۔ آپ کی صحت کافی کمزور تھی۔ پیارے آقا اور آپا جان کا فون آیا تو دونوں نے بہت تسلّی دی اور کہا کہ آپ سلیمہ کو بتادو۔ پھر میں نے ہمت کی اور آپ سے کہا کہ حضور کا فون آیا ہے ہم نے صبر کرنا ہے، آپ نے بہت ہمت کرنی ہے، اتنا کہنا تھا کہ وہ سب سمجھ گئیں۔ فوراً کہنے لگیں اس کا مطلب ہے میرا بیٹا اس دنیا میں نہیں ہے، چلو مجھے اس کے پاس لے چلو۔

مَیں آپ کے صبر پر بہت حیران تھی کہ آپ تعزیت پر آنے والے مہمانوں کو بھی کہہ رہی تھیں کہ دیکھو رونا نہیں میرا بیٹا تو شہید ہوا ہے۔

آپ خود تو جنازہ کے ساتھ ربوہ نہ جاسکتی تھیں لیکن مجھے اور بچوں کو بڑی ہمت کے ساتھ رخصت کیا۔

بیٹے کی شہادت کے بعد پانچ ماہ کا عرصہ انتہائی صبر، ہمت اور حوصلہ سے گزارا۔ میری ہمت بندھاتی رہتیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت اعزاز دیا ہے تم ایک شہید کی بیوی ہو کبھی غمگین نہ ہونا۔

ڈاکٹر صاحب کی شہادت کے بعد بےحد حوصلہ سے حضور سے بات کی اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہوں۔ حضور نے اپنے خط میں آپ کے حوصلہ کو سراہا۔ حضور انور نے تحریر فرمایا: ''شہید کی وفات بھی ایسی وفات ہے جس میں جذبات کے دو دھارے چل رہے ہوتے ہیں۔ ایک طرف جانے والے کا افسوس اور خاص طور پر اگر ایسی شخصیت ہو جو بہترین بیٹا، بہترین خاوند، بہترین باپ، بہترین جماعتی کارکن، نافع الناس اور خلافت سے وفا اور اخلاص کے تعلق میں صف اوّل کا وفاشعار اور مخلص۔ لیکن دوسری طرف ایسی موت پر رشک بھی آتا ہے۔ جو اس دنیا کی زندگی میں ہردلعزیز رہا اور مرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کے پیار کی آغوش میں فوری طور پر آگیا۔ ......پس گو یہ صدمہ اس عمر میں آپ کے لئے بہت زیادہ ہوگا لیکن میں آپ سے فون پر بات کرکے حیران رہ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپ کو صبر اور حوصلہ دے کر حقیقت میں شہید کی ماں ہونے کا حقدار بنادیا۔......''

بیٹے کی شہادت پر MTA پر جو پروگرام بنا اس کے لیے انٹرویو میں آپ نے یہ کلمات کہے:

''ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اور اللہ کے فرمان کے مطابق اِنَّا لِلّٰہ پڑھتے ہیں اور ہم وہی کہتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پیارے بیٹے کی وفات پر کہا:

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

دعا کریں میرے بیٹے کی قربانی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور......دعا کریں ہمارا بھی خاتمہ بالخیر ہو''۔

آخری وقت میں اکثر اپنے پاس بٹھالیتیں اور کہتیں کہ میرے پاس بیٹھ کر درود شریف پڑھو۔ پردے کی آپ بہت پابند تھیں۔ آخری عمر میں بھی ہسپتال جانا پسند نہ تھا۔ ڈاکٹر عبدالمنان صاحب کو بھی کہتیں کہ ہوسکے تو علاج گھر پر ہی کرنا مجھے دوسرے ڈاکٹروں کے حوالے نہ کرنا۔

آخری عمر تک آپ کی صحت ٹھیک تھی کوئی پیچیدہ بیماری نہ تھی۔ 2 فروری 2009ء کو آپ کی وفات ہوئی اور تدفین بہشتی مقبرہ میں اپنے بیٹے کے پہلو میں ہوئی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
November 13, 2015 – November 19, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday November 13, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 90-99 with Urdu translation.
00:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 33.
00:55	Huzoor's Address At Military Headquarters In Germany
02:10	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
02:40	Spanish Service: Programme no. 11.
03:15	Pushto Muzakarah: Programme no. 113.
03:55	Tarjamatul Quran Class: Surah Al- Baqarah V 141-148, Recorded on November 03, 1994.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 205.
06:00	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 100-112 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 34.
06:55	Jalsa Salana USA Address: Recorded on June 30, 2012.
08:00	Dars-e-Malfoozat
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on November 07, 2015.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 72.
11:35	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 16-32.
11:50	Seerat-un-Nabi: The topic of 'spending in the way of Allah'.
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondhane
15:40	Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 50.
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 34.
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana USA Address [R]
19:30	Evolution
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday November 14, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Quran
01:00	Jalsa Salana USA Address
02:10	Friday Sermon: Recorded on November 13, 2015.
03:20	Rah-e-Huda
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 206.
06:00	Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 1-15 with Urdu translation.
06:10	Dars Majmooa Ishteharaat
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 08.
07:00	Ijtema Lajna Imaillah UK: Recorded October 04, 2009.
08:40	International Jama'at News
09:10	Story Time: Programme no. 41.
09:10	Q&A: Rec on October 25, 1996 in Sweden.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Recorded on November 13, 2015.
12:20	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 33-50.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight: An interview with Kanwar Idrees Ex. Chief Secretary of Sindh.
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Ijtema Lajna Imaillah UK [R]
20:00	Faith Matters: Programme no. 179.
20:55	International Jama'at News
21:25	Rah-e-Huda: Recorded on November 14, 2015.
22:55	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday November 15, 2015

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
01:00	Al-Tarteel
01:25	Ijtema Lajna Imaillah UK
03:05	Story Time
03:05	Friday Sermon: Rec. on November 13, 2015.
04:15	Spotlight
05:05	Liqa Maal Arab: Session no. 207.
06:05	Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 16-21 with Urdu translation.
06:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: Prg. no. 04.
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 34.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on October 12, 2013 in Australia.
07:50	Faith Matters: Programme no. 179.
08:55	Question And Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on July 25, 2014.
12:05	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 51-66.
12:25	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:15	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
15:55	Ashab-e-Ahmad
16:35	MTA Travel: Amboseli Park in Africa
17:00	Kids Time: Programme no. 23.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:00	Islami Mahino Ka Ta'aruf
19:30	Live Beacon Of Truth
20:45	MTA Travel [R]
21:10	Ashab-e-Ahmad
22:10	Friday Sermon [R]
23:15	Question And Answer Session [R]

Monday November 16, 2015

00:20	World News
00:40	Tilawat
00:55	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:10	Yassarnal Quran
01:35	Gulshan-e-Waqfe Nau
02:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf
03:05	Ashab-e-Ahmad
03:45	Friday Sermon: Rec. on November 13, 2015.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 208.
06:00	Tilawat: Surah Al-Kahf vs 22-29 Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 08.
07:00	Huzoor's Address To US Congress: Recorded on July 01, 2012.
07:30	Medical Matters: Importance of cleanliness
08:00	International Jama'at News
08:35	Marhum-e-Isa: Programme no. 02.
09:10	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 17, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on June 19, 2015.
10:55	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: Prg no. 105.
11:20	Hinduism: A discussion programme.
12:00	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 67-85.
12:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'suspicion'
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 25, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Hinduism [R]
15:35	Marhum-e-Isa [R]
16:00	Rah-e-Huda: Recorded on November 14, 2015.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Address To US Congress [R]
18:50	Dars-e-Malfoozat [R]
19:30	Somali Service: Programme no. 23.
19:55	Marhum-e-Isa [R]
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:00	Hinduism [R]
23:30	Medical Matters [R]

Tuesday November 17, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat
01:10	Dars-e-Hadith
01:25	Huzoor's Address To US Congress
02:05	Kids Time
02:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
03:15	Friday Sermon: Recorded on December 25, 2009.
04:35	Medical Matters
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 217.
06:00	Tilawat: Surah Al-Kahf vs 30-38 Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishteharaat
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 35.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on October 12, 2013 in Australia.
07:35	Pakistan In Perspective: Programme no. 06.
08:00	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 17.
08:30	Australian Service
09:00	Q&A Session: Rec. on March 19, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on November 13, 2015.
12:10	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 86-102.
12:20	Dars Majmooa Ishteharaat
12:40	Yassarnal Quran
13:00	Faith Matters: Programme no. 179.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 01.
15:35	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 17.
16:00	Freedom Of Speech
16:55	Pakistan In Perspective [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:00	Noor-e-Mustafwi: Programme no. 39.
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on November 13, 2015.
20:25	Aao Urdu Seekhain [R]
20:45	Australian Service
21:10	Pakistan In Perspective
21:30	Freedom Of Speech
22:05	Faith Matters [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday November 18, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
00:55	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau
01:55	Pakistan In Perspective
02:30	Aao Urdu Seekhain
03:00	Story Time: Programme no. 41.
03:30	Noor-e-Mustafwi
03:45	Australian Service
04:10	Freedom Of Speech
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 218.
06:00	Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 39-49 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: Prg. no. 04.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 08.
07:00	Ansarullah Ijtema UK: Rec. October 04, 2009.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on October 25, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Rec. on November 13, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Banee Israa'eel and Surah Al-Kahf.
12:20	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 18, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 73.
15:40	Kids Time: Programme no. 23.
16:20	Faith Matters: Programme no. 178.
17:20	Al-Tarteel [R]
17:50	World News
18:05	Ansarullah Ijtema UK [R]
19:45	French Service: Programme no. 25.
20:40	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:15	Kids Time [R]
21:50	Friday Sermon [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan

Thursday November 19, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:25	Al-Tarteel
00:55	Ansarullah Ijtema UK
02:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:10	Aadab-e-Zindagi
03:50	Faith Matters
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 219.
06:00	Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 50-57 with Urdu translation.
06:10	Yassarnal Quran: Lesson no. 35.
06:30	Jalsa Salana USA Address: Recorded on July 01, 2012.
08:30	Beacon Of Truth
09:30	Tarjamatul Quran Class: Surah Al- Baqarah verses 150-157. Class no. 17. Recorded on November 09, 1994.
10:30	Indonesian Service
11:30	Japanese Service: Programme no. 12.
12:30	Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 11-22.
12:40	Yassarnal Quran ….
13:05	Beacon Of Truth
14:05	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on November 13, 2015.
15:05	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 17.
15:25	Masih Hindustan Main: Programme no. 15.
15:55	Persian Service: Programme no. 44.
16:25	Tarjamatul Quran Class …..
17:25	Yassarnal Quran …..
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana USA Address
20:00	German Service
21:00	Faith Matters: Programme no. 178.
22:00	Tarjamatul Quran Class ….
23:00	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 Friday 13 November , 2015 Issue No. 46

اللہ تعالیٰ کا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر احسان ہے کہ جہاں مردوں کو نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے کی توفیق دی وہاں احمدی عورت بھی نیکیوں پر قدم مارنے اور تقویٰ میں بڑھتے چلے جانے والی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ بعض عورتوں نے نیکی، تقویٰ اور قربانیوں کے مَردوں سے بھی زیادہ اچھے اور اونچے معیار قائم کئے اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسی مثالیں قائم کیں جو سنہری حروف میں لکھی جانے والی ہیں۔

اسلامی تاریخ کے دورِ اوّل اور آخرین کی جماعت میں عورتوں کے ذوق وشوق عبادت، دینی غیرت، مصائب وشدائد پر صبر واستقامت، جرأت و بہادری، مالی قربانی، تبلیغ ودعوت الی اللہ اور راہِ مولا میں قربانیوں کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ۔

جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء کے موقع پر 28 جولائی 2007ء بروز ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (العنکبوت: 70)

اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَاللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوةِ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ (الحج: 36)

وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ (البقرة: 155)

اللہ تعالیٰ کا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر احسان ہے کہ جہاں مردوں کو نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے کی توفیق دی وہاں احمدی عورت بھی نیکیوں پر قدم مارنے اور تقویٰ میں بڑھتے چلے جانے والی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ بعض عورتوں نے نیکی، تقویٰ اور قربانیوں کے مَردوں سے بھی زیادہ اچھے اور اونچے معیار قائم کئے اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسی مثالیں قائم کیں جو سنہری حروف میں لکھی جانے والی ہیں۔ جیسا کہ قرون اولیٰ کی عورتوں نے ایسی مثالیں قائم کی تھیں جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

یہ آیات جو مَیں نے پہلے تلاوت کی ہیں ان میں پہلی آیت سورۃ العنکبوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں، ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

تو یہ ہے خلاصہ اُن لوگوں کا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں کہ جہاد کا تعلق صرف تلوار سے نہیں ہے بلکہ اصل چیز ہے کوشش کر کے اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا، اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور پیار حاصل کرنے کی کوشش کرتے چلے جانا۔ پھر اللہ تعالیٰ بھی راہنمائی فرماتا ہے، ان کی خواہشات پوری کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اس کے راستے میں قربانیاں دینے سے، اس کے اور اس کے رسولؐ کے احکامات پر عمل کر کے اس کی راہیں اختیار کی جاسکتی ہیں۔ پس یہ آج جو جہاد ہے جو ہر احمدی کر رہا ہے، یہی جہاد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی احمدی عورت کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں پیچھے نہیں ہے۔

پھر جو مَیں نے دوسری آیت تلاوت کی سورۃ حج میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ان لوگوں کو کہ جب اللہ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے تو ان کے دل مرعوب ہو جاتے ہیں اور جو اس تکلیف پر جو انہیں پہنچی ہو، صبر کرنے والے ہیں اور نماز کو قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں''۔

یہ جو آیت مَیں نے پڑھی اس سے پہلی آیت جو ہے اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے عاجزی کرنے والوں کو بشارت دی ہے اور پھر جیسا کہ اس آیت کا ترجمہ ہے کہ یہ بشارت ان لوگوں کو دی گئی ہے جو اللہ کا ذکر بلند کرنے والے ہیں۔ تو فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کے خوف سے پُر ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی سختیاں جھیلتے ہیں اور اس پر انتہائی بشاشت سے صبر کرتے ہیں۔ اور یہ بشارت والے وہ لوگ ہیں جو اپنی نمازیں وقت پر پڑھتے ہیں، اللہ کے عبادت گزار ہیں۔ اور چوتھی بات یہ کہ یہ لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ دین کی ضروریات کے لئے اگر ضرورت پڑے تو بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اگر کہا جائے تو وہاں بھی خرچ کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں، اللہ کے دین کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں۔ پس یہ لوگ ہیں جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کی بشارت پانے والے ہیں۔

اور پھر تیسری آیت جو مَیں نے پڑھی وہ سورۃ بقرہ کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ مت کہو کہ وہ مُردہ ہیں۔ وہ مُردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرتے ہوئے، ثباتِ قدم دکھاتے ہوئے اگر قتل بھی ہو جائیں تو اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ لوگ جنہوں نے اپنی جان دی ہے وہ مُردہ نہیں ہیں، مر نہیں گئے بلکہ ایک اُخروی زندگی پانے والے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق وہ جنتوں کے وارث بنیں گے۔ یہ احساس جس قوم میں پیدا ہو جائے کہ میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے، وہ قوم مرا نہیں کرتی بلکہ اس کے ہر فرد کی قربانی ہزاروں قربانیوں کے بیج بوتی ہے۔ یہ نظارے ہم نے قرونِ اولیٰ میں صحابیات میں دیکھے اور یہ نظارے ہم نے اس زمانے میں مسیح ومہدی کے ماننے والوں میں بھی دیکھے اور دیکھتے ہیں۔

آج مَیں نے تاریخ سے کچھ واقعات لئے ہیں جو اسلامی تاریخ اور آخرین کی جماعت میں سے بھی ہیں جنہوں نے یہ قربانیاں دیں۔ یہ ہمیں احساس دلاتے ہیں کہ آج بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قربانیاں دینی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی رضا قربانیوں سے ہی حاصل ہوگی۔

پہلی مثال جو مَیں نے لی ہے، وہ یہ ہے کہ دعاؤں کی طرف کس طرح شغف ہوتا تھا۔ حضرت جویریہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک دن صبح کو مسجد میں جا کر دعا کر رہی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے۔ دوپہر کے وقت آئے تو تب بھی ان کو اسی حالت میں پایا۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب منہ حدیث 3555 دارالمعرفہ، بیروت 2002ء)

تو یہ تھیں وہ عابدات جو عبادتوں میں اس طرح مشغول ہوتی تھیں کہ صبح سے دوپہر ہو جاتی تھی۔

پھر اوائل اسلام میں ایک مثال ہے کہ اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں۔ ان کی اسلام سے محبت اس قدر شدید تھی کہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے خاوند مالک چونکہ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے اور حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا تبدیلیٔ مذہب پر اصرار کرتی تھیں اس لئے دونوں میں کشیدگی پیدا ہوگئی اور مالک ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابوطلحہ نے جو اسی قبیلے کے تھے اُمّ سُلیم سے نکاح کا پیغام دیا۔ تو اُمِّ سلیمؓ نے اسی عذر کی وجہ سے کہ ابوطلحہ بھی مسلمان نہیں تھے رشتے سے انکار کر دیا۔ یعنی ابوطلحہ چونکہ مشرک تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ میں تو رشتہ نہیں کر سکتی کیونکہ میرے پہلے خاوند سے جھگڑے کی یہی وجہ تھی۔ تو انہوں نے کہا اگر تم اسلام قبول کر لو تو یہی میرا حق مہر ہوگا اس کے علاوہ کوئی مہر نہیں مانگوں گی۔

(اسد الغابہ، جزء 6، صفحہ 356-355، ام سلیم بنت ملحان 7471، دارالفکر بیروت 2003ء)

تو یہ تھے ان لوگوں کے نمونے جو آج بھی ہمارے سامنے مشعلِ راہ ہیں۔ بعض اس بات کو محسوس نہیں کرتیں کہ مذہب سے کیا فرق پڑتا ہے۔ مذہب کا ہمیشہ ایک احمدی لڑکی کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ میں احمدی ہوں اور اگر میں کہیں باہر رشتہ کرتی ہوں تو میری آنے والی نسل جو ہے اس میں بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے۔ اور میرے مذہب میں بھی بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے کیونکہ دوسرے گھر میں جا کر، ایک غیر مذہب میں جا کر میں ان کے زیرِ اثر آسکتی ہوں۔ تو یہ ایسی چیزیں ہیں جو آج بھی ہمارے لئے مثال ہیں۔

پھر اُمّ المومنین حضرت اُمِّ حبیبہؓ کا ایک غیرتِ ایمانی کا واقعہ ہے۔ امام زُہری روایت کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے قبل ابوسفیان مدینہ آئے۔ وہ صلح حدیبیہ کی مدّت بڑھانا چاہتے تھے۔ وہ اپنی بیٹی اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گئے اور بستر پر جا کر بیٹھنے لگے اور وہ بستر تھا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھا کرتے تھے۔ تو حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے بستر لپیٹ دیا کہ ابوسفیان اس پر نہ بیٹھیں۔ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ بیٹی! تم نے اس بستر کو مجھ پر ترجیح دی ہے۔ تم سمجھتی ہو کہ یہ بستر ایسا پاک ہے کہ میں اس پر بیٹھنے کے لائق نہیں۔ اس پر حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، مقدس بستر ہے اور تم ایک ناپاک مشرک شخص ہو۔ گو میرے باپ ہو لیکن تمہارا وہ مقام نہیں کہ اس بستر پر بیٹھ سکو۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جزء 8 صفحہ 142، رملۃ بنت ابی سفیان 11191، دارالکتب العلمیہ بیروت 2005ء)

پھر تکالیف کس طرح برداشت کرتی تھیں۔ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسولِ کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے ہجرت کے لئے روانہ ہونے کے بعد قریش کا ایک وفد ہماری طرف آیا جن میں ابوجہل بھی شامل تھا۔ تو جب وہ دروازے پر آئے تو میں ان کی طرف نکلی۔ انہوں نے پوچھا کہ تیرا باپ ابوبکر کہاں ہے؟ مَیں نے جواب دیا کہ مَیں نہیں جانتی۔ حضرت اسماء کہتی ہیں کہ ابوجہل جو کہ بدگو اور خبیث تھا، اس نے میرے گال پر اس

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں